ناول

مسافتوں کے لمحے

ماہا ملک

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ناول

مسافتوں کے لمحے

ماہا ملک

تیز چمکدار دھوپ' ہر منظر چکا چوند' سڑکیں تپی ہوئی' آسمان سے شاید آگ برس رہی تھی۔ جس چیز کو ہاتھ لگایا وہ گرم۔

''اسے تو بخار ہے بلکہ سرسام ہوگا۔'' پروانے بلوریں صراحی کو ہاتھ میں لے کر فوراً کاؤنٹر پر رکھ دیا۔ بھابھی نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

بھابھی اور صدف کی مشترکہ دوست انیلا کی شادی تھی اور اس کے لیے تحائف لینا تھے۔ بھابھی تو بہت نازک مزاج تھیں۔ دوپہر کا وقت ان کے آرام کا تھا مگر صدف آ گئی تھی۔ اسے گرمی کا احساس اتنا نہ تھا جیسا کہ بھابھی کو۔ صدف نے ان کا عذر سن کر کہا۔

''گرمی میں گرمی ہی ہوگی۔ سردی تو ہو نہیں سکتی۔ شادی بھی گرمی میں ہے۔ تو کیا دنیا کے سارے کام رک جائیں۔ چلو اٹھو کال کہیں کی۔''

بھابھی صدف سے اختلاف نہیں کر سکیں۔ وہ نئی نئی دوست بنی تھی۔ بھابھی کی نئی نویلی دوستی خاصی ہنگامہ پرور ہوتی تھی۔ شروع میں تو خوب دعوتیں' آنا جانا' بلانا' لگاوٹ' خاطریں' پھر رفتہ رفتہ دوستی کا ابال تہہ میں چلا جاتا۔ ختم ہو جاتا' مجبوری' مصلحتیں اور بہانے بنا کر وہ کسی نئے شکار کو تاک لیتیں۔ ان کی دوستی کا معیار خاصا بلند تھا۔ کوئی ایڈوانس دولت مند یا آزاد منش جاب کرنے والی لڑکی۔ جو ان کی سالگرہ پر قیمتی تحفے دے سکے۔ انہیں اپنی کار میں یہاں وہاں لے جایا کرے۔ ہوٹلنگ کی سکت رکھتی ہو۔ اس سب کے علاوہ ان کی شادی شدہ زندگی پر اظہار تاسف بھی کر سکے۔ جو ماں باپ کے غلط فیصلوں کے باعث ملازم پیشہ متوسط طبقے کے نوجوان سے بیاہ دی گئی تھیں۔

بھابھی کی اپنے میکے کے بارے میں مبالغہ آمیزی کی اڑان بھی کافی بلند تھی۔ کبھی کوئی پوچھ بھی لیتا کہ آخر اتنے بڑے گھرانے کی بیٹی کی اتنے چھوٹے گھر میں شادی کی کیا وجہ تھی تو بھابھی اس سے ناراض ہو جاتیں۔ انہیں اپنی کہنے کی عادت تھی سننے کا حوصلہ نہ تھا۔ بے حد تنک مزاج بلکہ بدمزاج تھیں۔ اسی لیے عمران سے دب کر رہ گئے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور پروا سوچ رہی تھی کہ خوامخواہ بھابھی کی پیشکش پر خوش ہو کر ان کے ہمراہ بازار آ گئی۔ اس تپش اور گرمی کی جھلسن میں لو کے تھپیڑے کھا کھا کر اسے خود بخار سا ہونے لگا تھا۔ مزے سے تنہائی میں اپنے کمرے میں لیٹی ناول پڑھتی۔ اس کے کمرے کی پناہ بھی کسی دولت سے کم نہ تھی۔ نعمت تھی لیکن اب تو وہ آ ہی گئی تھی۔ بھابھی کی مہربانی کہ وہ اسے اپنے ساتھ لانے میں شرم محسوس نہیں کر رہی تھیں ورنہ جب عمر بھابھی کے ساتھ بھابھی کے ہمراہ آتی تو انہیں بار بار اس کی وجہ سے ہتک کا احساس ہوتا۔ وہ مسلسل بڑبڑاتی رہتی تھیں۔

خیر' ناگواری تو انہیں آج بھی ہو رہی تھی۔ شاید وہ پچھتا رہی تھیں۔ صدف کی وجہ سے خاموش تھیں۔ یا پھر دوکانوں میں سجی خوبصورت جھجھاتی اشیاء نے ان کا منہ بند کر دیا تھا۔ البتہ وہ پسندیدگی کا اظہار ضرور کرتی تھیں۔

''ہائے کتنا دل چاہتا ہے کہ ایسے ڈیکوریشن پیس میرے پاس بھی ہوں۔ اوہو کتنا پیارا ڈیزائن ہے۔ امی کے پاس تو بہت قیمتی بے شمار چیزیں ہیں۔ پاپا فارن سے لاتے ہیں۔ ایسے ایسے نمونے کہ کیا بتاؤں۔''

''تو پاپا تمہارے لیے نہیں لاتے۔ تم مانگ لیا کرو نا۔''

صدف نے بے دھڑک جھرجھری سی لی۔ کپکپانے لگی۔ صدف اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔

''کیا ہوا پروا۔ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔'' صدف فکر مند ہو گئی کہ کہیں اسے لو نہ لگ گئی ہو۔ بھابھی ناگواری سے گھورنے لگیں۔ وہ جھینپ گئی۔

''دراصل جب بہت گرمی لگتی ہے نا۔ تو میں تصور کرتی ہوں کہ شدید سردی ہے اور میں سردی سے کانپ رہی ہوں۔ تو اس طرح گرمی سے کچھ نجات مل جاتی ہے۔''

وہ شرما کر مسکرا دی۔ صدف دلچسپی سے اس کو دیکھ رہی تھی۔

''اور سردی میں۔''

''سردی میں سوچتی ہوں کہ شدید گرمی لگ رہی ہے۔ تو پسینہ آ جاتا ہے۔'' وہ پھر جھینپ گئی۔

صدف مسکراتے ہوئے سوچتی نظروں سے اسے دیکھنے لگی معصوم اور کمزور سی لڑکی۔ بادامی آنکھوں میں قناعت کی چمک۔ صبر و شکر کا نمونہ۔ گرم ہوا نے اس کے سنہری چہرے پر سرخی سی دوڑا دی تھی۔ صدف کو اپنی دوست بسمہ کی یہ نند اس وقت بے حد پیاری لگی' بالآخر تحائف خرید کر پیک کرا لیے گئے۔ واپس آتے ہوئے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے صدف نے مڑ کر پروا سے کہا۔

''واقعی پروا۔ بڑا عجیب تجربہ ہے۔ ابھی اس تنور جیسی گرم گاڑی میں بیٹھتے ہوئے میں نے خود کو ایک آتش دان

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کے سامنے بیٹھنے اور سردی سے کانپنے کا تصور کیا۔ تو واقعی جھرجھری آ گئی۔ سردی لگنے لگی۔"

پروا ہنس پڑی۔ بھابھی نے مڑ کر اسے گھورا۔

"اب سردی میں بھی تجربہ کرلیں گے۔ کیوں بسمہ۔ تم اپنی نند کے تجربوں سے فائدہ نہیں اٹھاتیں۔" صدف نے بسمہ کی طرف دیکھا۔ وہ منہ موڑ کر بڑبڑانے لگی۔

گھر آتے ہی پروا نے جلدی سے شربت بنا کر دونوں کو پیش کیا۔ صدف نے ہنس کر کہا۔

"ارے اتنی سخت سردی میں برف کا شربت۔" اور اس نے جھرجھری سی لی۔

"اچھا تو میں چائے بناتی ہوں۔" پروا بھی مسکرائی۔

"نہیں تمہیں زحمت ہوگی۔ میں چلتی ہوں۔ ذرا آرام کرلوں۔ رات میری فلائٹ ہے۔"

صدف کے جانے کے بعد شام ہونے تک بھابھی نے اسے سینکڑوں باتیں سنا ڈالیں۔ دراصل غصہ انہیں صدف پر آ رہا تھا کہ وہ پروا سے کیوں بے تکلفی برت رہی تھی اور ان کے حسرت آمیز کلمات پر نہ تو اس نے وہ ڈیکوریشن پیس ہی ازراہ مہربانی انہیں لے کر دیا' نہ وہ چمکتا ہوا گلدان۔ جبکہ اس سے پہلے تو کبھی دوست ان پر ان کی حسرت ناک زندگی پر ترس کھا کر کوئی نہ کوئی خوبصورت چیز تحفے کے نام پر لے دیتی تھیں۔ جو وہ ہزاروں اصرار کے بعد تکلفاً محض دوستی کی خاطر' خلوص اور پاکیزہ جذبے کی قدردانی کے طور پر لے لیتی تھیں' ورنہ ان کا مقصد تو یہ نہ تھا۔ مگر صدف نے کوئی فالتو چیز نہ لی۔ آخر وہ ایئر ہوسٹس تھی' خاصی شان سے رہتی تھی۔ اکیلی اور خودمختار۔ اس کی کمائی بھی بہت تھی۔ خیر امید پہ دنیا قائم ہے کے مصداق اب وہ اس کے بیرون ملک دورے پر آس لگا بیٹھیں۔ باہر سے شاید کچھ لے آئے۔ شام کو عمر بھائی آئے تو بھابھی نے انہیں پروا کی حماقت کا حال سنایا۔

"اس قدر بولتی ہے تمہاری بہن کیا ضرورت تھی' اس کے سامنے اپنا فقیرانہ تجربہ بیان کرنے کی۔ اتنی شرمندگی ہوئی مجھے کہ بس۔ اسے کیا ضرورت کہ یہ تجربے کرے۔ گرمی لگے گی تو اے سی میں بیٹھے گی۔ سردی ہوگی تو ہیٹر جلا لے گی' کیا سوچتی ہوگی وہ میرے بارے میں کہ کس گھٹیا نچلے درجے کے خاندان میں شادی ہوئی ہے میری۔ جو گھر میں کولر تک نہیں لگا سکتے یا میں پروا کو دانستہ گرمی میں رکھتی ہوں۔ ایک پرانا کولر لگا ہے میرے کمرے میں۔ اے سی تھے ہمارے گھر میں۔ کبھی میں نے فرمائش کی کہ مجھے اے سی چاہیے مگر یہ۔ ہر جگہ مجھے ذلیل کرتی ہے۔" وہ رونے لگیں۔

پروا ہکا بکا ان کا منہ دیکھتی رہ گئی۔ بات کو کہیں سے کہیں پہنچانا بھابھی کا کمال تھا۔ عمر بھائی نے بھی غور کیے بغیر مڑ کر پروا کو ہی ڈانٹا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

''کیوں بکواس کرتی ہو تم۔ تمہیں کیا ضرورت تھی ان کے ساتھ جانے کی۔''

پروا بھابھی سے زیادہ بھائی کی بات پر حیران ہوئی۔ وہ جانتے تھے کہ نہ تو پروا کو بکواس کرنے کی عادت تھی۔ نہ سیر تفریح کی وہ شائق تھی۔ پھر بھی بیوی کی دلجوئی کے لیے خفگی کا اظہار کر رہے تھے۔

ڈبڈبائی آنکھیں جھکا کر اس نے چپکے سے کہا۔ ''اب نہیں جاؤں گی۔'' اور دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

بھائی کو معلوم تھا وہ دوسرے کمرے میں جا کر روئے گی اور بھڑاس نکالے گی مگر وہ اس کے پیچھے نہ آیا اور بیوی کی ہی دلجوئی کرتا رہا۔

''اچھا۔ اچھا ڈانٹ تو دیا ہے میں نے اسے' ذرا کم عقل ہے۔''

''کم عقل۔'' بھابھی چیخیں۔ ''اس کی چالاکی آپ کو پتا نہیں نا۔ بنتی ہے۔ میسنی ہے پوری.....''

بھابھی اس کی چالاکی کے من گھڑت قصے سناتی رہیں۔ وہ اپنے پلنگ پر بیٹھی سوچتی رہی کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ لوگ بدل جاتے ہیں۔ یہ وہی بھائی تو ہیں' جس کے ساتھ بچپن سے جوانی تک کا اکٹھے سفر کیا تھا۔ وہ کتنے نخرے کرتی تھی اور بھائی اس کے ناز اٹھاتا تھا۔ کس طرح اس کے پیچھے پیچھے پھرتا تھا۔ اسے اداس دیکھ کر کیسے مضطرب ہو جاتا' وہ خفا ہوتی تو دنیا کی نعمتیں اس کے سامنے ڈھیر کر دیتا۔

''لو۔ یہ جارجٹ کا سوٹ تمہاری پسند کا لایا ہوں۔ آخری پیس رہ گیا تھا۔ اچھا لو ادھر۔ یہ دیکھو گلاب جامن لایا ہوں' تازہ ہیں' فٹافٹ کھا لو۔ منہ کھولو' منہ کھولو' ارے ارے شیرا گرا۔''

جب تک وہ اپنے ہاتھ سے گلاب جامن اسے نہ کھلا لیتا چین نہ آتا۔ اسے گلاب جامن بہت پسند تھی۔ اسی لیے تو گھر میں گلاب جامن نہیں۔ برفی آتی تھی۔ بھابھی کی پسند اور اس وقت بھی وہ بھابھی کو برفی کھلانے کے لیے خوشامد کر رہے تھے۔

شام ہو گئی۔ بھائی کو بہن کے چہرے کی آزردگی نظر آئی نہ آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی۔ بلاوجہ اسے ڈانٹا تھا۔ مگر ندامت نہ تھی بلکہ سورج ڈوبتے ہی وہ بھابھی کو سیر کرانے لے گیا کہ بیوی کا مزاج نارمل ہو۔ یہ بھابھی کی عادت تھی تقریباً ہر روز کوئی نہ کوئی قضیہ نکال کر بیٹھ جاتیں عمر کے گھر میں گھستے ہی شکایتوں اور خفگی کے پٹارے کھل جاتے پھر شام بلکہ رات تک وہ بھابھی کو منانے میں لگا رہتا..... اور کہیں سیر کرانے لے جاتا۔ دوستوں کے گھر عزیزوں کے ہاں یا بھابھی کے میکے۔ وہ اکیلی گھر میں بیٹھی انتظار کرتی رہتی۔ آج بھی کھانا پکا کر وہ انتظار میں بیٹھی رہی اور وہ رات کو ہوٹل سے کھانا کھا آئے۔ آتے ہی اپنے کمرے میں چلے گئے۔ وہ صحن میں لیٹی تارے تکتی رہی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نیلا آسمان کبھی کبھی سیاہ کیوں ہو جاتا ہے۔ چمکتا سورج بھی بادلوں میں آ کر دھندلا جاتا ہے۔ چاندنی کبھی میلی کبھی اجلی کیوں لگتی ہے۔ زندگی کبھی دلچسپ کبھی روکھی پھیکی ہو جاتی ہے۔ اللہ نے سارے دن ساری راتیں ایک جیسی نہیں بنائیں۔ اسی طرح دنیا کے باسی بھی جب چاہتے بدلتے موسموں کا رنگ اوڑھ لیتے۔ خوش ہیں تو بہار کی رنگینی ہمراہ ہے' پھولوں کی طرح کھلے جا رہے ہیں۔ رنجیدہ ہوئے تو ساون کی گھٹاؤں کی ردا اوڑھ لی۔ ایک اشارہ ملا کہ جھما جھم برسنے لگے۔ شکایت ہوئی تو موسم گرما جیسی جھلسنے والی زبان اختیار کر لی۔ یا پھر بیزار ہوئے تو یوں جیسے حبس کا پیراہن پہن لیا۔ یکسانیت اچھی نہیں۔ مگر یہ کیا کہ نہ موسم ایک جیسے نہ حالات۔ رشتے نہ رویے' نہ تعلق۔ زمانہ سرپٹ دوڑ رہا ہے۔ کسی بھی انسیت کا لحاظ کیے بغیر اور پھر جب حالات بدلنے کو ہوتے ہیں تو انسان مر جاتے ہیں۔ پھر زندہ لوگ بھی یادداشت گم ہونے کا بہانہ کیے بغیر آنکھیں چراتے ہیں۔ فطرت کیسے بدلتی ہے۔ اس کی تحقیق تو کوئی کرتا نہیں۔ بیسویں صدی اور ایٹم کے تجربات کے سر ڈال کر سائنسی ایجادات کو کوسنا شروع کر دیتے ہیں۔ پچھلی صدی کے ایثار پیشہ لوگ یگانگت اور خلوص کے سارے تعلق اپنے ساتھ قبر میں لے گئے یا وہ جادوگر تھے کہ ان کا علم ان کے ساتھ فنا ہو گیا۔

☆☆☆

چند سال پہلے حالات اور تھے۔ بہار ہی بہار تھی خوشیاں آنگن میں چھلانگیں لگاتیں۔ خوشبوؤں سے پورا جہان مہکتا۔ اماں' ابا' بھائی بلکہ پورا خاندان اس کے ناز اٹھاتا۔ بچپن میں بیمار ہو گئی تھی نا۔ مرتے مرتے بچی۔ اماں کی تو اس میں جان تھی۔

''لڑکی ذات ہے۔ جانے کن حالات میں گزر کرنا پڑے۔ اسے اتنا نازک مزاج نہ بناؤ آپا۔'' ممانی آئی تھیں اسے بہو بنانے مگر اس کی قدر و منزلت' عیش کوشی اور آرام طلبی دیکھ کر مایوس ہو گئیں۔

''لڑکیوں کو سخت موسموں کا عادی ہونا چاہیے۔''

ممانی کو خاصی تشویش تھی جو اس کمسنی میں ہی اس قدر نخرے کرتی تھی۔ گرمی کی برداشت تھی' نہ سردی کی۔ گرمی میں اس کے لیے نہایت باریک لان کے سوٹ بنوائے جاتے۔ سردی میں کاٹن سے بدن چھلنے لگتا۔ لارنس پورل سے گرم سوٹ منگائے جاتے۔ اہتمام سے سلوائے جاتے کہ سلائی موٹی نہ ہو۔ جو اس کے نازک بدن کو ناگوار ہو۔

''ہماری ہما تو ریشمی کپڑے بناتی ہے۔ سردی گرمی وہی پہنتی ہے۔ کئی سال چل جاتے ہیں مضبوط کے مضبوط اور رنگ بھی پختہ۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ممانی اس کی ننھی سی ناک کو دیکھا کرتیں جو چڑھی رہتی' توبہ..... اس لڑکی کا گزارا تو بادشاہوں کے گھر ہو سکتا ہے۔ ہم جیسے لوگ بھلا اس کے نخرے سہہ سکتے ہیں۔ اسے تو وائل بھی گرم لگتی۔ چچی اماں کراچی سے اس کے لیے بہترین باریک لان کے سوٹ بھیجا کرتیں جس کے ڈیزائن اور رنگ بھی حسین ہوتے۔ اماں کی فرمائش کے بغیر ہی کراچی سے اس کے لیے خوبصورت چوڑیاں' نئے ڈیزائن کی چپلیں اور ہیل والے نازک سینڈل آ جاتے۔ چچی اماں کو اس کا بہت خیال تھا۔ انہوں نے اپنے بیٹے کے لیے اماں سے وعدہ لے لیا تھا۔ ان کے تو چار بیٹے تھے اور بیٹی تو بس پرواہی تھی۔ دونوں گھروں کی مشترکہ چچی اماں نے تو اسے بہت دفعہ کراچی بلایا اور ہر بار وہ بے قرار ہو ہو گئی۔ مگر بس ایک یہی خواہش اماں نے پوری کر کے نہ دی۔

''اری۔ کیا شادی سے پہلے ہی سسرال جانے کا شوق ہے۔''

وہ ہنس کر کہتیں۔ تو وہ خفا ہو جاتی' اس کا جوش ٹھنڈا ہو جاتا۔ وقت بھی کیسا بے مہر ہے۔ ادھر اماں ابا حج کے لیے سوار ہوئے اور وقت نے کروٹ بدلی۔ عرفات میں تو ہر سال ہی تیز ہواؤں کی بدولت آگ لگا کرتی ہے مگر اس سال آگ اور دھواں اس قدر طاقتور نکلے کہ اس کے اماں ابا کو ہی نگل گئے۔ ادھر اس پر بھی جہنم کھل گیا۔ ابا اپنے ساتھ ساری خوشحالی لے گئے اور اماں کے ساتھ محبتیں فنا ہو گئیں۔ چاہتیں اڑ گئیں۔ نظریں بدل گئیں لوگوں کی۔ پاگلوں کی طرح وہ اماں ابا کو گھر کے گوشے گوشے میں پکارتی۔ ڈھونڈتی مگر بے جا وہ چیزیں خاموشی کی زبان میں اس پر ترس کھاتیں۔

ایک پھپھو تھیں۔ اس کی قدردان۔ ہر سال جب وہ ان کے گھر جاتی تو سب اسے آنکھوں پر بٹھاتی۔ پھپھو اپنی بیٹیوں کو سسرال سے بلا لیتیں تاکہ اس کا دل لگا رہے۔ پھوپھا جان اس کے لیے قصبے کے برف خانے سے آئس کریم قلفی جما کر لاتے اصرار سے کھلاتے۔ نائلہ باجی نے ایک دن رشک سے کہا۔ ''ہائے۔ ابا نے ہماری تو کبھی اتنی خاطر نہ کی۔''

اس قدر مہر محبت کی فراوانی تھی کہ وہ سرشار ہو کر آتی اور مہینوں اسے پھپھو کے قصباتی ماحول کی سادگی اور خلوص یاد آتا مگر جب اماں ابا چلے گئے تو اسے کچھ یاد نہ رہا۔ اگر عمر بھائی نہ ہوتے ان کی دلجوئی' تسلیاں اسے زندگی کے قریب لاتی رہیں۔ پھر بھائی نے کاروبار شروع کیا لیکن بے ایمانی کے دور میں ان سے ان کا سرمایہ بھی چھن گیا اور وہ بھائی کی حالت دیکھ کر فکر سے بے دم ہو گئی تو پھپھو آ کر اسے اپنے ساتھ لے گئیں اور وہاں اس کی وہی پذیرائی ہوئی جو ہمیشہ سے ہوتی تھی مگر اب وہ بے حس اور ٹھس ہو گئی تھی۔ نہ کسی کی محبت اسے شاد کرتی نہ کسی کی بے وفائی سے متاثر ہوتی۔ اسے دنیا کے بدلتے رنگوں کا احساس ہو رہا تھا۔ اب وہ وقت نہیں رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

چچی اماں نے بیٹے کا بہانہ کر کے نام نہاد منگنی بھی توڑ ڈالی اور سنا کہ وہ کسی بڑے گھر کی بیٹی کی تلاش میں ہیں۔ چچی اماں کی محبت اور شفقت پر اسے بہت بھروسا تھا۔ اس لیے نہیں کہ وہ ان کے بیٹے سے منسوب ہو گئی تھی بلکہ اس لیے کہ انہوں نے ہمیشہ اسے اپنی بیٹی کہا اور سمجھا تھا' وہ اس کے لیے ہر موسم کی چیز بھیجا کرتی تھیں۔ اس سے محبت کے اظہار کے لیے انہوں نے محض بناوٹی باتیں کبھی نہیں کیں۔ ان کے بدلنے کا اسے خاصا دکھ پہنچا۔

مدتوں وہ حیران رہی اور تب ہی سے اس نے کیا اور کیوں کے الفاظ کا سہارا چھوڑ دیا۔ وہ ایسے موقع پر چپ ہو جاتی اور بولنے کی تو اب عادت بھی نہیں رہی تھی۔ وہ تو دنیا کو گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئی تھی لیکن عمر بھائی نے شاید ابھی تک حقیقت کو قبول نہ کیا تھا۔ تب ہی وہ دوستوں کی طوطا چشمی کے نتیجے میں گھر کا سامان اور بچے کھچے اثاثے سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔

جب وہ گھر پہنچی تو ویرانی کا منظر تھا تمام فرنیچر غائب تھا۔ اس کا زیور بھی بھائی کے کاروبار کی نذر ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کے جہیز کی الیکٹرک کی چیزیں بھی بک گئی تھیں۔ خالی کمرے بھائی بھائیں کر رہے تھے۔ ڈرائنگ روم کے قیمتی پردے تک نیلام ہو گئے تھے۔

''بھائی۔ اب کیا ہوگا۔ ہم کیسے رہیں گے۔'' وہ وحشت زدہ تھی۔

''جیسے میں رہ رہا ہوں گڑیا! تم فکر نہ کرو۔ اس نقصان سے مجھے دوستوں کی اصلیت کا تو پتا چل گیا نا۔ اب میں دوسروں کے سہارے سے نہیں خود اپنی ہمت اور کوشش سے محنت کروں گا۔ تمہیں بھی میرا ہاتھ بٹانا ہوگا۔ گھر کے کام کے لیے کوئی نوکر نہیں رکھ سکتے ہم۔ تمہیں سب کچھ سیکھنا ہے۔''

وہ تو آزاد تتلی تھی' جسے اس کی ماں چمن کی رونق و زیبائش سمجھتی تھیں۔ ماں کے بعد وہ تتلی کے پروں کے کچے رنگ کی حقیقت بھی جان گئی۔

پھپھو جتنے دن رہیں' اسے گھر داری سکھاتی رہیں۔ ہدایات لکھ کر رکھتی رہیں۔ کھانے پکانے کی ترکیبیں بھی سمجھاتی رہیں۔ پھپھو نے گھر کے بچے کھچے سامان کو ترتیب سے رکھوایا۔ ان کا تعاون اور امید افزا تسلیاں زندگی گزارنے میں معاون بنیں۔ بھائی نے بڑی لجاجت سے کہا۔

''گڑیا۔ میرے پاس تو تمہارے تعلیم کے لیے بھی کچھ نہیں بچا۔ تم اس سال تو کالج نہیں جا سکو گی۔ اگلے سال۔ اگلے سال پھر داخلہ لینا۔''

اور وہ چپ ہو گئی۔ حالات کے ساتھ سمجھوتا کرنا اس نے سیکھ لیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بھائی کو سروس ملی تو وہ گھر سنوارنے میں لگ گئی۔ ماں باپ کے بچھڑنے کا تو دونوں کو ہی غم تھا بے انتہا۔ لیکن چچی اماں کی بے وفائی، بے اعتنائی نے دلوں میں زخم ڈال دیے تھے۔ وہ بے پروا لاابالی سی لڑکی لیکن اماں جب کہتیں۔

''سسرال میں وقت سے پہلے ہی جائے گی کیا۔'' تو وہ شرما جاتی۔ کبھی اسے غصہ آتا کہ اتنی اچھی محبت کرنے والی چچی اماں کے پاس وہ صرف اس لیے نہیں جا سکتی تھی کہ وہ اس کی ہونے والی سسرال ہے۔ چچی اماں کو اس سے محبت تھی۔ اسے یقین تھا۔ اس لیے بھی کہ ان کی کوئی لڑکی نہ تھی۔ اس لیے بھی کہ اس کی اماں سے چچی اماں کی گاڑی چھنتی تھی۔ اور اس لیے کہ وہ تھی ہی اتنی پیاری کہ وہ اسے بہو بنانے پر رضامند ہو گئی تھیں۔

مگر پھر بے مہری کی گھٹائیں چھا گئیں اور بے اعتنائی کی آندھی چل پڑی۔ کیسی آندھی کہ زندگی کی بچی کھچی خوشیاں بھی سمیٹ لے گئی۔ اماں گئیں محبتیں ختم ہوئیں۔ ابا اپنے ساتھ سہارے کا سائبان اکھاڑ لے گئے۔ پھر چچی اماں نے خود ہی آس کی چادر اس کے وجود سے کھینچ ڈالی اور کھلے آسمان تلے وہ ہکا بکا گرم ہواؤں کا مقابلہ کرنے کو تنہا رہ گئی۔ اب اسے کسی کا بھروسا نہ رہا۔ بھائی کا بھی نہیں۔ پھپھو کا بھی نہیں۔ جو ابھی تو تسلی دلاسے تشفیاں اور امیدیں اور یقین کے سبز باغ دکھاتی تھیں۔ پتا نہیں کب بدل جائیں۔ وقت کے ساتھ بھلا دیں اسے۔ وہ کسی نئے زخم سے بچنے کے لیے انتظار کرتی رہی۔ یقین کے ساتھ کہ ایسا تو ہونا ہے۔

''دیکھو عمر۔ پروا کی تم بالکل فکر نہ کرو۔ اس کے لیے رشتوں کی کمی نہیں ہے۔ میں زندہ ہوں ابھی۔ جو کچھ کرنا ہے۔ میں کروں گی۔''

پھپھو کے دلاسے عمر کو بے یقینی کے بھنور سے نکال لاتے۔ پھر بھی۔ ناتجربے کاری نے اسے خالہ بتول کے چکر میں پھنسا دیا تھا۔ خالہ بتول جو عمر کے آگے پیچھے پھرا کرتی تھیں۔ عمر کے رشتے کے لیے لوگوں کو لے کر آتیں۔ عمر نے کہا بھی کہ ابھی پھپھو زندہ ہیں۔ مگر خالہ بتول نے آنکھیں نکال کر کہا تھا۔

''رشتے داروں کا تو بھروسا ہی نہ کروں۔ میں جو رشتہ لائی ہوں۔ وہ سب دلدر دور کر دے گا۔ انسان کو آگے کی فکر بھی کرنی چاہیے۔ بہن کا ساتھ ہے۔ اس کے بھی ہاتھ پیلے کرنے ہیں۔ ارے یہاں سے اتنا ملے گا کہ گھر بھر جائے گا۔ حالت بدل جائے گی۔ پھر پوزیشن کے لوگ ہیں تمہاری بہن کو بھی اچھا رشتہ مل جائے گا۔''

عمر کو دولت کی تو ضرورت نہ تھی۔ البتہ بہن کے لیے سوچتا تو غصہ آ جاتا چچی اماں نے اسے فکرمند جو کر دیا تھا۔ پھپھو کی یقین دہانی کے باوجود۔ بڑے بھائی کی حیثیت سے اسے بھی تو بہن کے لیے کچھ سوچنا چاہیے۔ بس اس طرح شادی طے ہو گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

پھپھو نے سنا تو رنجیدہ ہو گئیں۔ وہ تو کچھ اور ہی سوچے بیٹھی تھیں۔ ان کی بیٹی ناظمہ موجود تھی۔ جس کے لیے پروا کی اماں نے اپنا خیال ظاہر کیا تھا۔ اور پھپھو کو بھلا کیا اعتراض ہوتا۔ پروا کے لیے بھی انہوں نے دل میں طے کر لیا تھا لیکن عمر نے ان کے بھروسے کا بھرم نہ رکھا۔ خود ہی سب کچھ طے کر لیا تو وہ چپ کی چپ رہ گئیں۔

خیال تھا کہ بقول خالہ بتول کے۔ شادی کے بعد گھر کی حالت بدل جائے گی۔ مگر نہ گھر بھرا نہ حالت بدلی۔ خالہ بتول نے ہی ناک سے سوں سوں کرتے ہوئے آنکھیں دبا دبا کر آنسو نکالے تھے اور رندھی آواز میں دلہن کے باپ کے کاروبار کی اچانک تباہی کی داستان سنائی۔

''ہے ہے۔ ایسا گھاٹا دشمنوں کو بھی نہ ہو۔ لاکھ کا گھر خاک ہو گیا۔ سامان تک بک گیا۔''

عمر کیا بولتا۔ اس کے ساتھ بھی ایسا کچھ ہو چکا تھا۔

بھابھی گھر میں آئی تو رونق بھی لائی۔ کوئی نہ کوئی مہمان آ جاتا۔ بھائی سسرال والوں کی تواضع میں لگ جاتے۔ بھابھی کے نقرئی قہقہے سونے آنگن میں گونجنے لگے۔ شروع میں وہ بھابھی کے آگے پیچھے پھری۔ بھائی کے سوا اور تھا بھی کون اور بھائی کے حوالے سے بھابھی پیاری تھی۔ مگر جونہی اسے اندازہ ہوا کہ بھابھی کو اس کی قربت پسند نہیں۔ اس نے بھی خود کو سمیٹ لیا اور صحیح معنوں میں یکا و تنہا ہو گئی۔

بھائی کو تو اس سے مخاطب ہونے کا خیال بھی نہ آتا۔ بیوی کی دلجوئی جو خوشامد تک پہنچ جاتی۔ انہیں اسی سے فرصت نہ تھی۔ بھابھی جب میکے چلی جاتیں تو بھائی کو بہن یاد آتی۔ گو کہ بھابھی کی موجودگی میں بھی وہی گھر سنبھالتی تھی۔ مگر ان کے جاتے ہی بھائی اسے نصیحتوں کا میٹھا شربت پلانے لگتے۔

''وہ بڑے امیر گھر کی ہے۔ ہمارے گھر میں ہے کیا۔ اس کی شرافت ہے جو خوش ہے۔ یہ تو اب ان کے حالات خراب ہوئے ہیں۔ ورنہ پہلے تو۔ ارے گھر کا سامان تک بک گیا۔'' وہ خالہ بتول اور بھابھی کی زبان ہی بولا کرتے۔

''بھائی۔ پہلے تو ہمارے حالات بھی اچھے تھے۔ جب اماں ابا تھے تو قیمتی سامان سے گھر بھرا ہوا تھا۔ ہم بھی گئے گزرے تو نہیں۔'' وہ یاد دلاتی۔

''اس سے کیا ہوتا ہے۔'' بھائی بگڑ جاتے۔ ''اب تو کچھ نہیں ہے ہمارے پاس۔''

''تو کیا ہوا۔ ہمارے ان کے حالات ایک جیسے ہی تو ہیں۔ پھر بھابھی کی امی کیوں ناک چڑھاتی ہیں اور بار بار کہتی ہیں کہ بتول نے مجبور کر دیا۔ ورنہ رشتوں کی لائن لگی تھی۔''

''اچھا اچھا چپ رہو۔ بھابھی کے سامنے نہ کہہ دینا۔'' وہ اسے ڈراتے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''نہیں جی۔ تی بے وقوف نہیں ہوں۔''

وہ خوش ہو جاتی کہ بھابھی کی غیر موجودگی میں بھائی اس سے بات تو کر لیتے ہیں اور وہ بھی دل کی بات کہہ دیتی ہے۔

''بھائی۔اب تو سال ہو گیا۔میں کالج میں داخلہ لے لوں۔''

بھائی حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔ وہ تو یہ بات بھول ہی گئے تھے۔ بیوی کے سوا اب تو انہیں کچھ یاد نہ رہتا تھا۔ گلے دن ہی بھابھی کی چڑھی تیوری اور تلخ لہجے نے بتا دیا کہ اس کا شوق پورا نہیں ہو سکتا۔ بھابھی کی مرضی جو نہیں تھی۔

''گھر میں دل نہ لگے تو کالج کا بہانا مل جاتا ہے۔آوارگی کا دل چاہا۔کالج چلے گئے۔فیشن ہو گیا ہے کالج جانا۔ پڑھائی کا تو نام ہے۔گھر سے بیزاری کا مطلب۔''

بات پوری کیے بغیر بھابھی نے اپنے خیالات کا اظہار تو کر ہی دیا۔ بعد میں بھی بڑبڑاتی رہیں۔

''ہمارے حالات کہاں اس لیے تعلیم کے قابل کہاں۔ چھا شوق ہے بھئی۔ ہر مہینے فیس بھرو۔ کیا ڈاکہ ڈالیں۔جیبیں کاٹیں۔کیسے پورا کریں گے خرچے۔''

بھائی بھی منہ چھپا رہے تھے۔ وہ بھابھی کی مبالغہ آمیزی پر حیران بھی نہ ہوئی۔ بھائی کی آمدنی بھی اچھی خاصی تھی۔ ہر ماہ بھابھی نئے سوٹ بناتیں۔سینڈل لیے جاتے مہینے میں دو چار دعوتیں میکے والوں کی ہوتیں۔ سسرال میں تو کمی تھی نہیں۔ بھابھی بے فکری سے خرچ کرنے والوں میں سے تھیں' بغیر سوچے۔

(بھائی کو کچھ بھی نظر نہ آتا) پر واچپ رہی خود اس کے پاس کپڑوں

کا اسٹاک ختم ہو گیا تھا۔سینڈلیں ٹوٹ چکی تھیں۔لحاف پرانا ہو گیا چادریں پھٹ گئیں۔ بھائی کو کچھ بھی نظر نہ آتا۔آئے دن تو ان کے دوست احباب رشتے داروں میں برتھ ڈے' عقیقہ' بسم اللہ قسم کی تقریبات ہوتیں۔ ہر بار قیمتی تحائف خریدے جاتے دھوم دھام سے مٹھائی کے ڈبوں کے ہمراہ شرکت ہوتی۔سوٹ' سینڈل اور دیگر میچنگ کے لوازمات۔ اس کے کالج کا خرچ بچانا کیوں ضروری تھا۔ (بھائی کو کچھ بھی کیوں نظر نہ آتا۔) کیوں اور کیسے کہنے کے لیے زبان کانپ جاتی تھی۔اب تو سب کچھ ممکن تھا۔خاموشی اس کو راس آ گئی۔

ایک دن بھائی کو خیال آ گیا۔ بولے ''یہ کیسے بدرنگ کپڑے پہنے ہیں تم نے۔ یہ اب پھینکنے والے ہو گئے ہیں۔ کل چلو میرے ساتھ۔اپنے لیے کچھ سوٹ لے لینا۔'' اس کی آنکھیں بھیگ گئیں لیکن منہ سے ایک لفظ نہ نکلا۔اگلے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY PAKSOCIETY
www.paksociety.com

دن تک شاید وہ یہ بات بھول گئے۔ مگر بھابھی کو یاد رہا۔ وہ اپنے دو تین پرانے سوٹ لے آئیں۔ ان کے خیال میں تو وہ بھی نئے ہی تھے۔ چمک تک باقی تھی۔ صرف ان کے دل سے اتر گئے تھے۔ پرانی پر وہ بھی کبھی کبھی نگرانی لے کر بیدار ہو جاتی تھی۔ وہ ان سے تمام کپڑے ان کے کمرے میں رکھ کر آ گئی۔

☆☆☆

صدف سے دوستی بھابھی کو راس آئی تھی۔ وہ اکیلی ذات کثر ان کے گھر آ جاتی۔ گھنٹوں باتیں کرتیں۔ اس کی گفتگو میں تسلسل نہ تھا۔ یوں بولا کرتی جیسے کوئی مقصد نہ ہو۔ صرف وقت گزارنا ہو۔ وہ پروا پر بہت مہربان تھی۔

''کچھ بھی خوبصورت ہو تم۔ ذرا حلیہ سجا بنا کر رکھو۔ میری طرح بسمہ کی طرح۔ باقی تمام رندہ دل لڑکیوں کی طرح تھی۔''

ایک دن اس نے تعجب سے کہا۔ ''تم پڑھتی نہیں ہو۔ سکول کالج جانے کا شوق نہیں ہے تم کو۔ مجھے دیکھو۔ گاؤں سے آئی ہوں۔ ضد کر کے پڑھا۔ لڑ لڑ کے پڑھا اور اب ایئر ہوسٹس بھی بن گئی۔ ضدی ہوں۔ اس لیے ہر شوق پورا کرتی ہوں۔ تم آخر پڑھتی کیوں نہیں ہو۔''

''وہ صدف باجی اصل میں۔ میں ضدی نہیں ہوں۔''

''وہ رندہ باد۔ ویسے کبھی کبھی ضدی ہونا تکلیف دہ ہوتا ہے۔ اپنے لیے بھی دوسروں کے لیے بھی۔ مگر میرا دل چاہتا ہے کم از کم تعلیم کے لیے تو ضدی بن جاؤ۔''

بھابھی اس دن پروا سے خفا رہیں۔ بلکہ کئی دن ان کا موڈ خراب رہا۔ صدف بھی کبھی کبھی ایک خوبصورت سے نوجوان کے ساتھ آتی تھی۔ وہ اسے چھوڑ کر چلا جاتا۔ بھابھی اسے اندر بلاتیں۔ صدف ہی نے تعارف کرایا۔ پروا کو معاملات سے کوئی دلچسپی نہ تھی لیکن وہ صدف کے خلوص کی قائل تھی۔ وہ بھابھی کے سلوک کی تلافی کرتی تھی یا تھی ہی اس قدر محبت والی۔

بھائی بھابھی کے ساتھ ان کے میکے گئے ہوئے تھے۔ وہ اکیلی تھی پھپھو آ گئیں۔ وہ حیران ہوئی مگر خوشی کو چھپا گئی۔ اب بھابھی نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ جب وہ میکے جاتیں۔ بھائی کو پابند کر جاتیں۔ صبح نہیں چھوڑنے جاتے۔ دفتر سے واپسی پر سسرال سے ان کو لے کر آتے۔ اکثر تو وہیں کھانا کھا کر آتے یا ہوٹل میں ڈنر ہوتا۔ دراصل جب سے عمر کو پروا کے بدرنگ بیاس کا احساس ہوا تھا۔ بھابھی نے یہ طریقہ اپنایا تھا۔ وہ سمجھتی تھیں کہ شاید ان کے پیچھے بہن بھائی کچھ گلے شکوے کرتے ہوں گے اور بیاس کا احساس بھی عمر کو اسی وجہ سے ہوا ہوگا۔ وہ پروا سے مدظن تھیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY PAKSOCIETY
www.paksociety.com

انہوں نے اسے جانے سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی تھی۔

رات ساڑھے گیارہ بجے کے بعد جب بھائی بھابھی ہنستے ہوئے اندر داخل ہوئے تو پھپھو نے ان کا استقبال کیا۔

''شاباش بیٹے۔ ماشاءاللہ خاصی ترقی کر رہے ہو تم۔ آدھی رات کو گھر آتے ہو۔ ہر جا بر بھول جاتے ہو کہ تم ایک جوان بہن کو گھر میں چھوڑ آئے ہو۔ وہ ڈرپوک لڑکی جو چوہے چھپکلی سے ڈر کر چیخیں مارا کرتی تھی۔ تن تنہا پڑی رہتی ہے۔ چاہے گھر میں ڈاکو آجائیں یا چور۔ مگر تم کو یہ جان سے وہ جائے گی۔ تمہیں تو تمہاری خوشیاں۔''

''پھپھو جان۔ دراصل آپ کو غلط اطلاع ملی ہے۔ میں'' بھابھی نے کچھ کہنا چاہا۔

''بس۔ میں تم سے سوال کروں۔ تب جواب دینا۔ مجھے اپنے بھتیجے سے بات کرنے دو۔'' پھپھو جلال میں آگئیں۔

پروا جو پھپھو کے آنے سے خاصی مطمئن ہوگئی تھی اور بے خبر سوئی ہوئی تھی' آوازیں سن کر باہر نکلی۔ پھپھو کو غصے میں بھائی کو نادم اور بھابھی کو بیخ پا دیکھ کر سہم گئی۔

''کیا بات ہے پھپھو۔''

''آگ لگا کر پوچھتی ہو کیا بات ہے۔'' بھابھی گرجنے لگیں۔ ''باتیں سنوا دیں مجھے۔''

پھپھو نے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔ ''دلہن تم کو تہذیب سیکھنے کی ضرورت ہے۔ آدھی رات کے سناٹے میں محلے بھر کو سنانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ تمہیں کسی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ بزرگوں کے سامنے دھیمی آواز میں بولا جاتا ہے اور میں تم سے مخاطب ہی نہیں ہوں تو تمہیں بھی چپ رہنا چاہیے۔''

''مار دیجے مجھے جوتے۔'' بھابھی آپے سے باہر ہو کر چیخنے اور رونے لگیں۔ ''اور میرے ماں باپ کو بھی گالیاں دیجیے۔''

''عمر۔ اس گھر کے آنگن نے کبھی یہ تماشا نہیں دیکھا تھا یہاں تو مردوں کو بھی نیچی آواز میں بات کرنے کی عادت تھی۔ اب تمہاری کمزوری نے یہ دن دکھایا ہے کہ گھر کی بہو کی آوازیں گلیوں میں سنی جا سکتی ہیں۔''

''سن رہے ہیں آپ' دیکھ رہے ہیں۔ کیسی میری درگت۔'' بھابھی نے کچھ کہنا چاہا۔

''تم چپ نہیں رہ سکتیں۔ جاؤ کمرے میں۔'' عمر نے آخر ڈانٹ دیا۔ پروا نے آگے بڑھ کر بھابھی سے معذرت کرنی چاہی تو وہ بپھر گئیں' اسے دھکا دے کر گرایا اور زور سے روتے لگیں اور پیر پٹختی کمرے میں چلی گئیں۔ عمر پھپھو سے صفائی دیتے اور معافی مانگنے لگا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''بیٹا! مجھے تمہاری بیوی سے کوئی پرخاش نہیں۔ مگر سے تہذیب آنی چاہیے۔ میں تو تم سے ہی پوچھ رہی تھی کہ یہ جوان بہن کو گھر میں آدھی رات تک تنہا چھوڑ کر جاتے ہوئے تمہیں احساس نہیں ہوتا۔ کیا یہ مناسب ہے۔ کوئی جھوٹ موٹ بھی کہہ دے کہ اس نے رات کو کسی غیر آدمی کو گھر میں گھستے دیکھا ہے تو سب سے پہلے یقین کرے گا اسے تم اور تمہاری بیوی ہوں گے۔ کیوں اس کے صبر کا امتحان لیتے ہو عمر! خدا کا خوف ہی کرو یتیم بچی کا خیال کرو۔''

عمر نادم اور شرمسار کھڑا رہا۔ پھر وہ دیر تک ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ پروا بالکل خاموش رہی۔ اگلے دن بھابھی کا موڈ اور رویہ درست ہو گیا انہوں نے پھپھو سے معذرت بھی کی۔ پھپھو دو دن کے لیے آئی تھیں مگر پورا ہفتہ رہیں۔ اس دن اچانک انہوں نے پوچھا۔

''بیٹی! کیا تم میری وجہ سے کالج نہیں جا رہیں۔ اس طرح تو تمہارا خاصا نقصان ہوگا۔''

پروا کھسیا گئی' آخر اسے بتانا پڑا کہ بھائی کی اتنی آمدنی نہیں کہ اسے مزید تعلیم دلا سکیں۔ کہہ کر مزید شرمندہ ہوئی۔ پھپھو کو اس کے شوق علم کا اندازہ تھا۔ ماں باپ کے مرنے کے بعد جب وہ ان کے ہاں گئی تھی۔ پھر دو ماہ کی ہی وجہ سے جلدی سے آ گئی تھی ورنہ اب تک وہیں تھی۔

انہوں نے اچانک اعلان کیا کہ وہ پروا کو اپنے ساتھ لے جا رہی ہیں۔ عمر نے بھی تائید کی۔ وہ تیاری کرنے لگی۔ کپڑے نکال کر چھانٹنے لگی۔ مگر کوئی کپڑا بھی ایسا نہیں رہ گیا تھا۔ پھپھو اس کے تاثر اور تاسف کو دیکھ کر بولیں۔

''ارے چھوڑو کپڑوں کو۔ وہاں بازار بھرے پڑے ہیں۔ میں یہ بے رنگ کپڑے لے جانے نہیں دوں گی۔''

پروا شرم سے زمین میں گڑ گئی۔ سر نہ اٹھایا گیا۔

جاتے ہوئے عمر نے حیرت سے پوچھا۔ ''ہاں تمہارا سامان کہاں ہے۔''

''کمرے میں پڑے ہیں وہ کپڑے دیکھ لینا۔ تمہاری عزت کے خیال سے چھوڑے جا رہی ہوں۔ بیٹا لگتا ہے کہ واقعی بھول گئے ہو کہ تمہاری ایک بہن ہے جو ضروریات زندگی کے لیے تمہاری محتاج ہے۔'' پھر سرد آہ بھر کر بولیں۔

''کیا زمانہ تھا۔ ماں باپ کے زمانے میں اس گھر کے نوکر بھی اس سے بہتر پہنتے تھے اور اب۔ ماں باپ کے ساتھ رشتے' واسطے سب مر گئے۔''

''میں نے جو دو ہزار روپے دیے تھے اس دن۔'' عمر نے شرمندہ ہو کر کہا پھر بیوی کی طرف دیکھا' وہ نظریں چرا گئیں۔

''کیا تم نے کپڑے نہیں لیے تھے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY PAKSOCIETY

پروا کو جواب دینا لازم ہو گیا۔

"نہیں بھائی۔ آپ نے تو مجھے نہیں دیے۔ شاید بھول گئے ہوں گے۔"

عمر نے سمہ کی طرف دیکھا۔ وہ آئیں بائیں شائیں کرنے لگی۔ عمر نے سختی سے کہا۔

"چپ رہو۔ تمہیں نہ میری عزت کا خیال ہے نہ اپنی عاقبت کا۔"

"بیٹا جی۔ پروا تمہاری ذمہ داری ہے۔ تمہاری بیوی کی نہیں۔" پھپھو نے نرمی سے کہا۔

عمر سر جھکائے کھڑا رہا۔ پروا کو دکھ تاسف ہوا۔ چلتے چلتے بدمزگی ہو گئی۔ وہ چاہتی تھی خوش دلی سے رخصت ہوتی۔ اب بھابھی کا موڈ کب تک خراب رہے اور بھائی کی شامت۔

پھپھو باہر نکل رہی تھیں۔ وہ ذرا کی ذرا رکی کہ بھابھی سے معذرت کر لے۔ اسی وقت بھابھی کی آواز آئی

"مار گئیں نا بھائی۔ یہ ساس نندیں کبھی تیر مارنے سے نہیں چوکتیں۔ اچھے بھلے کپڑے بھرے ہوئے ہیں مگر صرف مجھے ذلیل کرنا مقصود تھا۔ اب بڑی عزت ہو گی دوسرے کے گھر میں لوگوں کی اترن پہنیں گی۔ ہونہہ۔ بڑی دولت پھٹی پڑ رہی ہے جیسے دو ہزار میں چھ بھدے لین کا صوفہ سیٹ مل رہا تھا۔ دل مار کر رہ گئی۔ میرے لیے تو ہمیشہ جیب خالی ہوتی ہے۔ بہن کے لیے جھٹ سے دو ہزار نکال دیے۔ میں نے بھی صوفے کا آرڈر دے دیا۔ بس۔"

بھابھی جلا جلا کر عمر کو سنا رہی تھیں۔

پروا کے دل پر تیر سا لگا۔ وہ آنسو روکتی ہوئی جلدی سے دہلیز پار کر گئی۔

عمر کو جانے کیا ہوا پروا کے کمرے سے سارے کپڑے نکال لایا اور صحن میں ڈال کر سمہ سے کہا۔

"یہ۔ یہ اچھے خاصے کپڑے ہیں۔ میری بہن کے لیے تو ہمیشہ تمہارا دل تنگ رہتا ہے۔ چھچھوری عورت۔ کاش کبھی اپنے خرچ کا حساب بھی کر لیا ہوتا۔" عمر پر غصے کا بھوت سوار ہو گیا۔ پروا کے کپڑوں کو دیا سلائی دکھا کر وہ سمہ کے کپڑوں کو بھی جلانے کا اعلان کر کے اپنے کمرے میں جانے لگا۔ سمہ نے ڈر کر کمرہ بند کر لیا۔ کبھی کبھی عمر پر دقتوں کا عمر بن جایا کرتا تھا۔ جب ماں باپ زندہ تھے اور اس کے تمام شوق پورے ہوا کرتے تھے۔ تب وہ کتنا غصہ ور ہوتا تھا۔ ذرا سی برداشت نہ تھی اس میں۔ مگر اب حالات نے اسے پیس کر رکھ دیا تھا اور قوت برداشت میں اضافہ بھی ہو گیا تھا۔ جیسے پروا نے حالات سے سمجھوتا کر لیا تھا۔ اس کے ناز نخرے تنک مزاجی سب ہو کے جھونکوں کے ساتھ خاک میں تحلیل ہو گئی تھی۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY PAKSOCIETY
www.paksociety.com

پھپھو نے گھر جاتے ہی بڑے ریند سب کو سنا دیا کہ راستے میں پروا کا بکس کوئی مسافر اتار کر لے گیا۔ بے چاری کا سارا سامان تھا اس میں جوتے چپل چوڑی کپڑے اور چھوٹا موٹا زیور بھی۔

سب گھر والے اس معدوم مسافر کو برا بھلا کہتے رہے۔ اور پروا کو تسلی دیتے رہے کہ دیکھ لینا اس بے ایمان کو وہ سامان ہضم نہ ہوگا۔ اس کے پاس سے چوری نہ ہو تو اس کی وجہ سے اسے ہی نہ کسی مصیبت کا سامنا ضرور ہوگا اور جنید مستقل اندازے لگا رہا متوقع مصیبت کے بارے میں۔

''رہنے چھوڑیے۔ اب بس کر۔ ہماری بددعا سے کوئی مصیبت آ لے۔ ہمیں تو اپنی بچی کی فکر ہے۔'' پھپھو نے جنید کو روکا۔ پروا کو ہنسی آ رہی تھی۔ پھپھو کا بہانہ بے حد کمزور تھا لیکن کام آ گیا۔

''پروا آؤ۔ کھانا کھاؤ۔'' تنویر بھابھی نے پکارا۔

''بھابھی جان شاعرہ ہو گئی ہیں۔'' عبید نے کہا۔

''پچھوانہ آنا۔ کہیں گرمی نہ ہو جائے۔ دونوں کے ٹکر دے خدا جانے کیا ہو۔'' جنید نے شریر لہجے میں کہا۔

پچھوا ان کی ملازمہ تھی۔ ہر وقت کھی کھی کرتی رہتی۔

''پروا۔ پچھوا۔ امی جان۔ کہیں ان کی ایک جگہ موجودگی سے تاروں کی چال نہ بدل جائے۔ پتا نہیں زمین پر اس کے کیا اثرات ہوں۔ کہیں جنگ نہ ہو جائے۔''

جنید سوچتے ہوئے بولا۔ بڑا سنجیدہ لگ رہا تھا۔

تنویر بھابھی نے پروا کو کپڑے دے کر کہا۔

''فٹ فٹ کاٹ لو۔ پھر میں شلوار اور تم قمیص سی لینا۔ کل پھر اور کپڑے بازار جا کر لے آئیں گے۔ تم اپنی پسند سے لے لینا۔''

پروا کو ندامت ہو رہی تھی۔ پھپھو نے اسے اپنے گھر کر کس امتحان میں ڈال دیا تھا۔ تنویر نے جو کہا تھا۔ وہی کر کے دکھایا۔

اگلے دن ہی اس کی پسند سے کپڑے چپل وغیرہ خرید دیے۔ کئی دن تک دونوں سلائی میں مصروف رہیں۔ جب تک اس کی ہر ضرورت کی چیز مہیا نہ ہو گئی۔ تنویر بھابھی کو چین نہ آیا۔ وہ بڑی بہن کی طرح اس کا ذمے داری سے خیال رکھتی تھیں اور اتنی بے تکلفی سے کہ کسی غیریت کا احساس نہ ہوتا۔ ہر وقت ہنسی مذاق میں مصروف کام بھی کر رہی ہیں۔ جنید عبید سے مذاق ہو رہا ہے اور پروا کے ساتھ مل کر انہیں تنگ بھی کر رہی تھیں۔ واقعی تنویر بھابھی خدا کا انعام

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھیں اس گھر کے لیے۔ شاید پھپھو کی نیکیوں کا صلہ۔ عبید نے اسے فارم لا کر دیے۔

''چلیے جی سے فل کیجیے۔''

''کیا۔ کیا یہ۔'' وہ کچھ بھونچکا سی ہو گئی۔ دیکھ رہی تھی کالج داخلے کے فارم ہیں۔

''بس۔ کچھ ہے۔ آپ کو اگلے ہفتے سے کالج جوائن کرنا ہے۔'' یا کھو پڑی میں۔''

''مگر۔ میں نے بھائی سے اجازت تو لی نہیں ہے۔'' وہ ڈری کہ بھائی کہیں برا نہ منائیں۔

''تم پڑھنا چاہتی ہو یا نہیں۔''

''چاہتی ہوں مگر۔ بھائی کی مرضی کے خلاف نہیں۔''

داخلہ فارم اس کے ہاتھ میں لرزنے لگا۔ بمشکل آنسو روک رہی تھی۔ کیسی کیسی خواہشیں کہاں کہاں پوری ہوتی ہیں۔

''ڈرو نہیں پروا۔'' پھپھو نے اسے لپٹا لیا۔ محبت سے مخاطب ہوئیں۔

''میں نے عمر سے کہہ دیا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ اس کی تعلیم کا خرچ تم کو ہی ادا کرنا ہے کیونکہ یہ تمہاری ذمہ داری ہے۔ عمر نے اقرار کیا تھا وہ بہت شرمندہ تھا۔''

''ہی جان! آپ نے خوب لتے لیے ہوں گے عمر بھائی کے۔''

عبید نے کہا پھر مڑ کر بھابھی سے پوچھا۔

''میں نے لتے سے صحیح جگہ استعمال کیا ہے نا۔ کہیں اس سے مراد کپڑے چھیننا تو نہیں تے کپڑوں کو کہتے ہیں نا۔''

عبید کو محاورے استعمال کرنے کا شوق تھا۔ اکثر وہ غلط بول دیتا تھا پھر سب مذاق اڑاتے۔

''لتے یعنی۔ اگر کپڑوں کو کہتے ہیں۔ تو وہ تو میں نے لیے ہیں۔'' پروا نے کہا۔

پروا خوش تھی۔ گھر میں محبت اور خلوص کی فضا تھی۔ کوئی تکلف نہ تھا۔ پھر پھپھو کی شفقتوں کا سائبان اس پر سایہ فگن تھا۔ پھوپھا جان بھی اس کو بہت چاہتے اور خیال کرتے تھے۔

☆☆☆

قصبہ ترقی پذیر تھا۔ ماحول میں سادگی تھی۔ دیہاتی رسم و رواج تھے۔ کالج میں لڑکیاں سادہ لباس میں ہوتیں لیکن ان پر دیہاتیت کی چھاپ نہ تھی۔ تعلیم عام ہو رہی تھی۔ شہر سے آنے والے اپنے ساتھ جو فیشن لاتے۔ وہ فوراً مقبول ہو جاتا۔ اس کی نئی لڑکیوں سے دوستی ہو گئی۔ گھر میں بھابھی سے دوستی تھی۔

ناظمہ بڑی بہن کے پاس گئی ہوئی تھی۔ وہاں سے آئی تو پروا کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ دونوں ساتھ کالج جاتی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھیں۔ اکثر جنید انہیں چھوڑ کر آتا۔ واپسی میں کئی لڑکیاں ساتھ ہوتیں۔ گپ شپ کرتے ہوئے پیدل ہی آ جاتی تھیں۔ وہ جو اپنے گھر تنہا واپس آتی تھی۔ خالی ہاتھ۔ غموں کا بوجھ لیے۔ اس کے پاس بہترین لباس بھی تھے اور ہر رنگ و ڈیزائن کے سینڈل چپلیں دیگر ضروریات بھی۔ گروپ میں دوست و شکوک کا معیار یہی ہے کہ اس کے پاس ہر چیز موجود ہو۔ ہر خواہش پوری ہوتی ہو۔ تو بے شبہ اس کا شمار دوست مندوں میں ہوتا۔ ضروریات زندگی تعیشات زندگی بھی اور محبتیں بھی۔ چاہتیں بھی۔ کیا نہ تھا اس کے پاس۔

احساس کمتری کا شکار وہ کبھی دور رہی جذبے کے ساتھ جب وہ پھپھو کے ساتھ آئی تھی۔ تو اس کی گردن اور آنکھیں جھکی ہی رہتی تھیں۔ مگر اب وہ سر اٹھا کر چلنا سیکھ گئی تھی۔ خود اعتمادی اور پھپھو کے گھر والوں پر یقین نے اسے افضل نمایاں کر دیا تھا۔ کالج میں وہ ہر جگہ مقبول تھی۔ مباحثے ہوں یا ڈرامے گیمز ہوں یا تقریری مقابلے۔ گھر میں بھابھی اس سے مشورے لیتیں۔ ناظمہ پر اس کا بڑا رعب تھا۔ صرف جنید عبید اس پر رعب جمانے سے نہ چوکتے۔

وہ اب پرانے زمانے کی پروتو نہ تھی۔ مگر ہاں۔ اب بھی کبھی کبھی مزے میں آتی تو کھل کر ہنستی۔

اب ماں باپ تو تھے نہیں۔ جو اس کے ناز اٹھاتے۔ مگر پھپھو مزاج داں تھیں۔ باقی سب بھی قدر داں تھے۔ اب ہنسی کی بات پر ہنستی تھی اور کوئی بات بری لگے تو منہ پھلا کر بیٹھ جاتی۔

"سنا ہے کوئی لڑکی کبوتری اڑ کر ادھر آئی ہے۔" جنید کن اکھیوں سے اس کی طرف دیکھتا۔ وہ منہ پھیر لیتی۔

"بھیا! آج تو گرلز کالج سے چیخوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔"

"ہیں۔ ایسی چیخیں بھی۔" بھابھی گھبرا کر ادھر ادھر دیکھتیں۔

"شہر میں تو یہ افواہ اڑ رہی ہے کہ آج پرنسپل نے لڑکیوں کی خوب پٹائی کی ہے اور کئی لڑکیوں کے تو مارے تھپڑوں کے منہ سوجے ہیں۔ بے چاری۔" عبید تو اس کی طرف کن اکھیوں سے بھی نہ دیکھتا۔ وہ تلملا کر پھپھو کی طرف دوڑتی۔ پیر پٹخ کر کہتی۔

"منع کریں پھپھو عبید بھائی کو۔"

"ہی جان۔ میں نے کیا کیا ہے۔ شہر میں افواہ تھی۔ گھر آ کر دیکھا تو واقعی۔"

"پھپھو!" وہ روہانسی ہو جاتی۔

"اچھا تو پھر منہ کیسے سوجا تمہارا۔ ہم افواہوں کا یقین نہیں کرتے۔ آنکھوں دیکھی پر بھروسہ کرتے ہیں اسد۔ بھابھی میں نے صحیح کہا ہے نا۔ ابتہ غلط جگہ تو نہیں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY PAKSOCIETY
www.paksociety.com

''کبھی کبھی آنکھیں بھی دھوکا کھا جاتی ہیں۔'' وہ بڑی عقلمندی سے کہتی۔

☆☆☆

وقت دھیمی چال سے چل رہا تھا۔ وہ شوق سے تعلیمی مدارج طے کر رہی تھی۔ کبھی کبھی عمر کا خط آ جاتا۔ اس نے چھٹیوں میں آ کر مل جانے کا وعدہ کیا تھا اور اسے آنے سے منع کر دیا تھا۔ پھر اس دھیمی چال کے دریچے اپنا دھار بدلا۔ پھپھو کے بڑے بیٹے سعودی عرب سے آئے گھر میں رونق ہو گئی۔ ہنگامے جاگ گئے۔ بھابھی ہنس مکھ تو تھیں مگر رہیب کے آنے سے ان کے ہونٹوں پر ہر لمحہ ایک دلکش مسکراہٹ پھول کھلانے لگی۔ وہ مزید خوش مزاج ہو گئیں۔ رہیب اپنی بہنوں کی طرح پروا کے لیے بھی کئی تحائف لے کر آئے تھے اور انہوں نے پروا کے اپنے گھر رہنے پر خوشی کا اظہار بھی کیا۔

عمر دوبارہ آ کر بہن سے مل کر گیا۔ پھر رہیب سے ملنے بھی آیا۔ پروا کو خوش دیکھ کر عمر کو بہت اطمینان تھا۔ نائلہ کا ایک اچھا رشتہ آیا ہوا تھا۔ پھپھو چاہتی تھیں رہیب کی موجودگی میں ہی نائلہ کی شادی ہو جائے۔ اس کی سسرال والے بھی جلدی کر رہے تھے۔ چنانچہ تاریخ طے ہو گئی۔ ایک لخت گھر میں افراتفری اور شور ہنگامہ شروع ہو گیا۔ نائلہ اور اسماء اپنی سسرال سے آ گئیں۔ بچوں کا شور الگ تھا۔ اور اس دن تو مسرت عروج پر پہنچ گئی جب امریکہ سے پھپھو کا منجھلا بیٹا حبیب آ گیا۔ قہقہوں اور طنزیوں کا نہ ملنے والا سلسلہ۔ جنید عبید یا کم تھے کہ حبیب بھی ان کی ٹولی میں شامل ہو گئے۔ پھپھو خلاف معمول بے حد مسرور تھیں اور کھلی پڑ رہی تھیں۔ بہنیں الگ خوشی کے اظہار میں ایک دوسرے سے باری لے جانے کی فکر میں تھیں گھر کافی بڑا تھا۔ مگر لوگ بھی بہت تھے۔ خاصا شور تھا۔

حبیب نے ہی پوچھا۔

''یہ اتنے بہت سے لوگ کہاں سے آ گئے۔'' وہ کئی سال بعد آیا تھا کئی بچے تو اس نے دیکھے نہ تھے۔

''بھئی اب تو رات ہو گئی ہے۔ سب اپنے اپنے گھر کو جائیں۔'' آخر کار رات کو اس نے دو ٹوک بات کی۔

''ہاں میں۔ یہاں غیر کون ہے جو اپنے گھر جائے۔''

''ہی رات کو تو چڑیاں بھی اپنے اپنے گھونسلوں میں بسیرا کرتی ہیں مگر انسان کے شوق کا تو۔ اب کوئی پرائیوٹ بات کرنا چاہے۔ تو سب کے سامنے کیسے کرے۔''

پھپھو ہنس دیں۔ ''لو سب گھر والے ہی تو ہیں کیسے کہہ رہے ہو تم۔''

''مجھے تو نئے نئے چہرے نظر آ رہے ہیں۔ آخر گھر والوں کو آرام کا موقع تو ملنا چاہیے۔ شادی کا یہ مطلب تو

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY PAKSOCIETY

نہیں کہ دوسروں کو بے آرام کیا جائے۔"

جنیب کی نظریں واضح طور پر پروا کی آنکھوں سے ٹکرائیں۔ وہ سامنے میں آ گئی۔ گویا اس کا مخاطب وہ تھی۔ واقعی ان بہن بھائیوں کے درمیان وہ غیر سہی۔ مگر اجنبی تو تھی۔ ان سے دور رشتے دار۔ بس رشتے دار اسے اپنی توہین کا احساس ہوا اور جیسے اتنے دن میں پہلی بار تنہائی کا خوف بھی۔ وہ غیر محسوس طریقے پر کانپی۔ حالانکہ اتنی گرمی نہ تھی کہ وہ سردی کا تصور کر کے کپکپاتی۔ وہ اٹھنے لگی تو ناظمہ نے پکڑ لیا۔

"کہاں جا رہی ہو۔ بیٹھو نا۔ اتنا تو مزا آ رہا ہے۔"

ناظمہ کو واقعی مزا آ رہا تھا۔ وہ پروا کی بے لطفی کا احساس نہ کر سکی۔

"بس اب میں جاتی ہوں۔" اس نے چپکے سے کہا۔

"کہیں نہیں جاؤ گی تم۔ بس بیٹھی رہو۔" وہ پیار سے ڈانٹ کر بولی۔

جنیب کی نگاہوں کی غیریت اور بیزاری کی کیفیت ناظمہ جان نہ سکی۔ وہ جو جان گئی تھی۔ انہیں پرائیویٹ بات کرنے کا موقع دینے کے لیے ناظمہ کا ہاتھ جھٹک کر باہر آ گئی۔ ناظمہ حیران رہ گئی۔ وہ باہر نکل رہی تھی۔ وہ عبید بڑی سی ڈش میں کٹے ہوئے خربوزے لیے چلا آ رہا تھا۔

"میٹھے خربوزے۔ آ جائیں مہربان۔ قدردان۔"

اس نے لپک کر پروا کو مخاطب کیا لیکن وہ دل نہیں چاہ رہا کا بہانہ کر کے اپنے کمرے میں آ گئی۔ یہ چھوٹا سا کمرہ تھا جہاں فالتو سامان پڑا رہتا تھا۔ اس کے کہنے پر پھپھو نے اس کے لیے خاص طور پر کمرہ صاف کروایا تھا۔ تاکہ وہ یکسوئی میں دل جمعی سے پڑھ سکے۔ جب سے گھر میں مہمان داری ہوئی تھی۔ وہ رات کو یہیں سو جاتی تھی۔ پہلے پھپھو کے کمرے میں اس کا پلنگ ہوتا تھا۔ آج کل وہاں اسماء اور اس کی بیٹی رہتی تھی۔

آج کی رات رتجگا سے کرنی تھی۔ جنیب کی آمد کی خوشی میں ان کے بہن بھائی جاگ رہے تھے۔ وہاں خوشیوں کی بارات اتری ہوئی تھی۔ قہقہوں کی جھنجھناہٹ تھی۔ اور اس چھوٹے سے کمرے میں اس کے آنسوؤں سے چراغاں ہو رہا تھا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ جنیب نے اسے پہچانا نہ ہو اور یہ بھی ممکن نہیں کہ پہچاننے کے بعد بیزاری کا اعلان کریں۔ اور اگر یہی ہوا ہے تو پھر۔ جنیب کی فطرت میں کہیں کوئی کمی رہ گئی ہے۔ پھپھو کی کوئی دعا اس قدر بے مہر نہیں۔ بالکل اجنبی اور غیروں سے بھی وہ یہ سلوک نہیں کرتے۔

پہلی بار اپنی ذات قطعاً غیر اہم لگی۔ جتنی اس گھر کے لیے غیر ضروری فضول۔ خود پر رحم کھانے کی اس کی عادت

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھی۔ لیکن اپنے وجود پر افسوس ضرور ہو۔

حسب معمول وہ صبح سویرے تھی۔ نماز پڑھ کر کچن میں گئی۔ جہاں پچھوائی ماں اس کے لیے ناشتہ بنا رہی تھی۔ وہ اپنے لیے چائے بنانے لگی۔ یہ روز کا معمول تھا۔ پچھوائی ماں اس کے سامنے ناشتہ رکھ کر پچھوا کو جگانے چلی گئی۔ رات کی سیاہی کے مقابلے میں صبح روشن اور خوشگوار تھی۔ ہلکی ہلکی ہوا اور پرندوں کی نغمگیں چہچہاہٹ۔ فضا میں موتیے کے پھول مہک رہے تھے۔ ابھی اس نے چائے میں چمچہ چلا کر نیچے رکھا تھا کہ قریب سے حبیب کی آواز سن کر چونک گئی۔ وہ کسی کو جواب دے رہا تھا۔

"ارے بھئی۔ ہم ٹھہرے مزدور۔ چاہے جب سوئیں سویرے جاگنا ضروری۔ آخر کام پر جانا ہوتا ہے۔ خود ہی ناشتہ بنا کر زہر مار کرنا پڑتا ہے۔ پھر تیس بسیں بدل کر۔"

باتوں سے پانی ٹپکتا تو یہ سے سر رگڑتا وہ اندر آتے آتے دروازے میں ہی ٹھٹک گیا۔ فقرہ ادھورا چھوڑ کر اسے بغور دیکھتے ہوئے پھر اندر آیا۔

"ہائیں۔" وہ انگلی اس کی طرف اٹھا کر بولا۔

"تم۔ تم ہو۔ تمہیں نیند نہیں آئی۔ شادی ناظمہ کی ہو رہی ہے اور رتجگا تم کر رہی ہو۔ کیا تمہیں کوئی کام نہیں۔ کہ صبح سویرے اٹھ کر آ گئیں۔ یا گھر میں کھانے کو نہیں ملتا۔"

وہ تو اپنی رو میں بولتا جا رہا تھا اور وہ شرم سے زمین میں گڑی جا رہی تھی۔ چائے کی بھری پیالی مہکتا پراٹھا وہیں چھوڑ کر وہ دوڑتی ہوئی باہر نکلی اور کمرے میں گھس کر رونے لگی۔ ایسی ذلت تو کبھی کسی نے نہیں کی تھی۔ یہ تہذیب مروت۔ نہیں بے مروت نہیں سنگدل انسان ہے۔ اسے دوسروں کے جذبات کا ذرا سا احساس نہیں۔

دھوپ سارے صحن میں پھیل گئی تھی مگر یہ روشنی چبھتی ہوئی سی تھی۔ جیسے اس کو گھور رہی ہو۔ تمہیں اپنے گھر میں کھانے کو نہیں ملتا۔ جنید عبید تو صبح چار بجے تک جاگے تھے۔ سب بے خبر پڑے سو رہے تھے۔ وہ پچھوائی ماں کو لے کر کالج چلی گئی۔

☆☆☆

جنید تو اس کی بات سن کر ہنستی رہ گیا۔ حیرت کی زیادتی سے اس کا منہ بھی کھلا کا کھلا رہ گیا۔ کتنی عجیب بات کہی تھی اس نے۔ وہ اپنی جگہ ساکت کھڑا رہ گیا۔ پروا جھینپ گئی۔

"بس۔ اب دل نہیں لگتا۔ پڑھائی کا کیا ہے۔ وہاں بھی پرائیویٹ امتحان دے سکتی ہوں۔" منمنا کر رہ گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY PAKSOCIETY

''پوچھ سکتا ہوں کہ یہ اچانک تمہیں کیا سوجھی۔''

''نہیں تو۔ چانک تو نہیں۔'' وہ ہنسی میں ٹالنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ''کافی دن سے سوچ رہی تھی۔''

''اور اس کے اعلان کے لیے تم نے ناظمہ کی شادی کا زمانہ منتخب کیا۔ سب کی خوشیوں پر اوس پڑ جائے تمہاری بلا سے۔'' جنید کی حیرت اب تاسف اور مایوسی میں بدل گئی۔

''اوہو۔ بھئی کچھ نہیں ہوتا۔ اور ابھی تو رات میں نہیں جا رہی۔ بھائی آئیں گے نا شادی میں۔ ان کے ساتھ۔''

جنید نے منہ بنا کر سر ہلایا۔ سر کی پشت پر ہاتھ پھیرا۔ الجھی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا۔ پھر گردن ہلاتا ناظمہ کے کمرے کی طرف چلا گیا۔ جہاں آج کل سب کا جمگھٹا رہتا تھا۔ جنید کئی دن سے لاہور گیا ہوا تھا۔ اس لیے کچھ ہنگامہ کم تھا۔ اور پروا بھی سب کے ساتھ سلامی کروا لیتی تھی۔ رات کو عبید نے قدرے جھلاہٹ کے انداز میں کہا۔

''امی جی۔ آپ نے اپنی بھتیجی کی عقل مندی ملاحظہ کی۔ یا سنی۔''

پھر ماں کو متوجہ پا کر انگلی اٹھا کر ناگواری سے بولا۔

''صبح کو ناشتہ کیے بغیر جاتی ہیں محترمہ۔ کالج سے آ کر بھی کچھ نہیں کھاتیں۔ رات کو سب کے اصرار پر ذرا سا چکھ لیتی ہیں۔ مرن برت تو یہ ہوگا نہیں۔ پوچھیے۔ پوچھیے۔''

پھپھو ماتھے پر ہاتھ مار کر اس کے قریب آ گئیں۔

''ارے۔ میں کمبخت اتنی بے خبر ہو گئی۔ اور کسی نے بتایا تک نہیں کہ میری بچی بھوکی کالج جاتی ہے۔ یہ بواسیر پچھوا کی ماں آخر کس مرض کی دوائیں۔ ناشتہ نہ دے سکتیں اسے۔''

''کھانا۔ ناشتا۔ یہ تو ان کی قوت برداشت کا معاملہ ہے۔ مگر امی اب تو یہ یہاں سے بیزار ہو گئی ہیں۔ جانا چاہتی ہیں اپنے بھائی کے پاس۔'' عبید کا آزردہ لہجہ اس سے دکھا غماز تھا۔

''پرواہ۔ پرواہ کیا۔ ہائیں۔''

بھابھی نائلہ ناظمہ اس کی طرف بڑھیں اور اس سے اس کی وجہ پوچھنے لگیں۔ وہ پشیمان سی بیٹھی تھی۔ تو یہ کیسے موقعے پر اس نے ظاہری حماقت کی تھی۔

''میں ادھر دھندوں میں گرفتار۔ ہر شخص میری بوٹیاں نوچتے جاتا ہے۔ دماغ ہی نہیں کہ دیکھتی کیا کھا رہی ہو کیا نہیں۔ اور یہ جانے کی کیا تک ہے۔ جنید سے ایسے ہی لڑتی ہے۔''

وہ گردن نیچی کیے دوپٹے پر بیل ٹانکتی رہی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہوں۔ کسی نے کچھ کہہ دیا ہے۔ بھابھی معاملے کی تہہ تک پہنچ گئیں۔

''معاف کر دو نا۔ پرو پلیز۔'' ناظمہ اس سے لپٹ گئی (۔۔۔ وہ یہ چاہتیں) نہیں جاؤ گی نا۔'' وہ پر امید نظروں سے پرو کو دیکھنے لگی۔

''ور بھی تو بی اے کلیئر نہیں ہو۔ محترمہ نہ دھرنا ادھر۔ معلق ہیں ہوا میں۔''

''ور ویسے ہمیں کوئی حق بھی نہیں کہ تمہیں روکیں۔'' جنید اور عبید دونوں بے حد خفا تھے۔

وہ ہنسنے کی کوشش کر رہی تھی اور آنکھیں بھیگی جا رہی تھیں۔ ''خوامخواہ جنید بھائی نے بات کا بتنگڑ بنا دیا میں نے تو ہنسی سے ہی۔''

''چھا۔ ایسے ہی۔ ذرا آنسو تو پونچھو۔'' جنید پھر خفگی سے بولے۔

اف۔ یہ وقت بے وقت بھر آنے والے آنسو۔ دوپٹے سے منہ رگڑنے لگی۔

''ہاں جی۔ ہم ہوتے کون ہیں۔ خوامخواہ۔ ہر شخص اپنی مرضی کا مالک ہوتا ہے۔''

''یہاں کیا ہو رہا ہے۔ کانفرنس۔ جس طرح میں چھوڑ کر گیا تھا۔ اسی طرح۔ ہائیں مگر سب منہ پھلائے کیوں بیٹھے ہیں۔''

حبیب بولتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ پرو نے سائیڈ کے دروازے سے کھسکنے میں عافیت جانی کہ اب اس کی ذات کی تحقیر کرنے والا آ گیا تھا۔

''کچھ نہیں۔ ہاں تم کہو۔ سب سے مل کر آئے ہو نا۔ عمر سے ملے۔''

''اوہ۔'' سر پر ہاتھ رکھ کر حبیب دانتوں میں زبان دبا کر شرمندہ ہو گیا۔ ''بھول گیا۔''

''یہ تم لوگوں کی یادداشت۔ اچھا وہ شادی میں آئے گا۔ اس کی بیوی بھی ہو گی۔ اسے کوئی تحفہ ضرور دینا۔ آخر کو بہو ہے۔''

''بھابی جان! میری سب چیزیں لے آئے۔ بانو بازار سے وہ آرٹی فشل جوڑ۔ ڈارک براؤن۔'' ناظمہ حبیب کی جانب متوجہ ہو گئی۔

''ی! آپ پوچھیں تو سہی۔ آخر ایسی کیا بات ہوئی کہ اچانک ہی دل گھبرا گیا اور جانے کا ارادہ کر لیا۔'' جنید کچھ الجھ کر پھر ماں سے مخاطب ہوا۔

''ور بھی تو ایگزیم بھی نہیں ہوئے۔ کیا یہ سال ضائع ہو گا۔ پھر تو بڑھاپے تک ایم اے کر سکیں گی محترمہ'' عبید

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY PAKSOCIETY
www.paksociety.com

بھی بے چین تھا۔ آخر اس تلوں مزاجی کی کوئی وجہ تو ہوگی۔

''بس کسی نے کچھ کہہ دیا ہے۔ میں سمجھ گئی ہوں۔ وہ بتائے گی نہیں۔'' بھابھی نے سر ہلایا۔

''یہ کس کا ڈر ہے۔'' جنید بیگ سے ناظمہ کی چیزیں نکال رہا تھا چونک گیا۔

''پروا کا۔ یک دم جانے کا پروگرام بنایا۔ میں تو حیران ہوں اور پھر کئی دن سے نہ کچھ کھاتی پیتی ہے۔ نہ ہنستی بولتی ہے۔ کیوں امی۔''

''ہاں۔ رنجیدہ تو ہے۔ دھر کئی دن سے ڈھولکی کے پروگرام سے بھی الگ تھلگ رہتی ہے سر درد کا بہانا کر کے۔''

''یہ کون محترمہ ہیں جن کا اس شد و مد سے ذکر ہو رہا ہے۔'' جنید کی حیرانی دور ہی نہیں ہوئی۔

''پروا کا۔ کہاں گئی۔ ابھی یہیں تو تھی۔'' پھپھو نے گردن گھما کر دیکھا۔

وہ اپنا بستر جھاڑ رہی تھی۔ کمرہ صاف کر کے کتابیں جمادی تھیں۔ چادر جھاڑ کر بچھا رہی تھی تب جنید آیا۔

''جیسے محترمہ امی کے پاس پیشی ہے آپ کی۔''

''کیا ہے۔'' وہ کھسیا کر ہنسی۔

''پیشی۔ بنام بھائی جان مقدمہ دفعہ فلاں فلاں۔ مگر ابھی تو نقاب کشائی ہوئی ہے۔''

وہ یک لخت سنجیدہ ہوگئی۔ منہ پھیر کر بیٹھ گئی اور چادر کے دھاگے نوچنے لگی۔ جنید سمجھ گیا جیب سے خفا ہے۔

''دیکھو پروا۔ بھائی جان پردیسی ہیں۔ برسوں کے بعد آئے ہیں اور تمہیں تو مدت ہوئی جب دیکھا تھا۔ ان کے لحاظ پنے پر سر دو گی۔ وہاں کی تہذیب کے مطابق تو ان کا رویہ۔ پتا نہیں تم نے کیا دیکھا اور محسوس کیا۔ میں واقف نہیں ہوں۔ لیکن کیا معافی سے کام نہیں چلے گا۔'' اس کا لہجہ معذرت خواہانہ تھا۔

''اصل میں۔ سخت نیند آ رہی ہے تم جاؤ تو میں لیٹوں۔''

''میری موجودگی میں لیٹنے پر پابندی تو نہیں۔ کم از کم میں نے نہیں لگائی۔ تم خود ہی خول میں بند ہونا چاہو تو کیا کر سکتے ہیں۔'' اس نے دانت چمکائے۔ ''ویسے بات ٹالنے میں استاد ہو۔ پھر کیا کہوں۔''

''میں سمجھی نہیں۔ کیا کہوں سے کیا مراد ہے۔'' اس نے پیر اٹھا کر پلنگ پر رکھ لیے۔

''میرا خیال ہے کہ بھائی جان کوئی بری بری سی بات تو نہیں کہہ سکتے۔ دل آزاری والی بات وہ نہیں کرتے۔ بس ذرا کھرے آدمی ہیں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY PAKSOCIETY

''پتا نہیں کیا کہہ رہے ہو۔ بھئی جاؤ میں سو رہی ہوں۔'' منہ پر دوپٹہ ڈال کر وہ لیٹ ہی گئی۔

صبح سویرے کالج جانے کے لیے برآمدے سے اتری تو کار اسٹارٹ تھی۔ حبیب نے ہاتھ بڑھا کر بہ آسانی اسے پکڑ لیا۔

''آیئے۔ تشریف لایئے۔ غلام حاضر ہے۔'' پروا نے ہاتھ جھٹکا۔

''میں کالج کا رستہ جانتا ہوں اور ہوں بھی شریف۔ پردیس جانے کا یہ مطلب تو نہیں کہ بندہ اپنی گلی یا اپنے شہر کے رستے بھول جائے۔ جناب ہم آپ کو بحفاظت پہنچا دیں گے۔''

وہ ہاتھ چھوڑنے پر تیار نہ تھا۔ پروا کے حلق میں کانٹے سے پڑ رہے تھے۔ آخر کار کوئی اور چارہ نہ دیکھ کر وہ سر جھکا کر سیٹ پر دبک گئی۔ وہ اسے مڑ مڑ کر دیکھتا رہا اور بڑبڑاتا رہا۔

''کمال ہے۔ پتا ہی نہ تھا اور کسی نے بتایا بھی نہیں اور یہ ایسی بات نہ تھی کہ سمجھ میں نہ آئے۔ پھر میں کیوں نہ سمجھا۔ غلطی تو مجھ سے ہوئی۔ سر اتمہیں کیوں۔ مجھے ملنی چاہیے نا۔ ہیں نا۔''

وہ سر جھکائے فائل دانتوں سے کترتی رہی۔

''یہ کالج اتنے قریب کیوں ہے۔ کتنا چھوٹا رستہ ہے اسے کچھ فاصلے پر ہونا چاہیے۔ یہ کیا کہ سوال ختم ہوں۔ جواب سے پہلے کالج آ جائے۔''

وہ بڑے شیریں لہجے میں بول رہا تھا (تلافی) کار رکتے ہی وہ چھلانگ لگا کر اتری اور بھاگ کر گیٹ میں گھس گئی۔ جیسے کوئی بلا اس کا پیچھا کر رہی ہو۔ کتنی دیر تو سانس درست کرنے میں لگی۔ واپسی میں گھر آتے ہوئے بھی خوف سوار رہا۔ کچھ پشیمانی تھی۔ کچھ ندامت۔ صورتحال مزید الجھ رہی تھی۔ وہ چپکے سے کمرے میں جا کر لیٹ گئی۔ دوپہر کو بھابھی نے آ کر جگایا۔ ناصرہ کے کمرے میں سب جمع تھے۔ سوائے حبیب کے۔ وہ چپکے سے جا کر بیٹھ گئی۔ چائے ہو رہی تھی مگر سب خاموش تھے۔ جیسے کوئی حادثہ ہوا ہو۔ یا کوئی خبر۔

''بھائی جان واپس جا رہے ہیں۔'' ناصرہ پیٹ کی ہلکی تھی۔ زیادہ دیر کوئی راز نہیں رکھ سکتی تھی۔

پیالی پروا کے ہونٹوں سے لگی۔ گرم چائے چھلک گئی۔ ہونٹ جل گئے۔ وہ بغور چائے کو دیکھنے لگی۔ بھاپ اڑاتی چائے۔ سینہ بھی جلا سکتی ہے۔ پھر کیوں پیتے ہیں۔

''کہتے ہیں کہ انہوں نے دل آزاری کا گناہ کیا ہے اور سزا بھی نہیں ہی ملنی چاہیے تھی۔ بہت کہا۔ اور کہتے ہیں کہ رہ گئے تو پتا نہیں اور کتنوں کے دل دکھیں گے ان کی باتوں سے۔ ماں خوشامد کر کر کے تھک گئی ہیں کہ بھیا شادی کے بعد چلے جانا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ناظمہ سرگوشی کر رہی تھی۔ اس کے کانوں میں مکھیاں سی بھنبھنا رہی تھیں۔

''اور نہیں بہت دکھ ہے کہ تم نے ان سے بات تک نہ کی۔ انہیں اپنی توہین کا احساس ہے اور کہتے ہیں کہ وہ خود کو معاف نہیں کریں گے۔ تم نے ان سے بات کیوں نہ کی۔ بڑا صدمہ ہے انہیں۔ دو مہینے کے لیے آئے تھے اب۔ اللہ جی۔ اتنا افسوس ہے سب کو۔ کسی کی مانتے بھی نہیں۔''

بوکھلا گئی پروا۔ حاسی دشمنی دکھا رہا تھا یہ شخص۔ اس کا کوئی قصور نہ تھا مگر سب کی نظریں اسی پر ٹکی ہوئی تھیں۔ حنیدیوں منہ بنا رہا تھا جیسے کڑوی گولی چبا رہا ہو۔ کوئی اور موقع ہوتا تو وہ ہنستی۔ مگر یہاں تو سب ہی کڑوی گولی چبائے بیٹھے تھے۔

''اماں رو رو کر بے حال۔ رنگ میں بھنگ ہو گیا۔ بچے کمرے میں سر باندھے پڑی ہیں۔ سارا کام یونہی پڑا ہے۔ بالکل اداس۔'' ناظمہ بول رہی تھی۔

''شادی تک تو رک جاتے۔ مجھے کتنی خوشی تھی کہ بھائی جان آ گئے ہیں۔ پلاننگ کرنے لگے ہیں۔''

صحن سے گزر کر جب وہ اس کے کمرے کی طرف بڑھی تو اسٹور میں پھپھو کھڑی چاول تلوا رہی تھیں۔ چچا کے ہاتھ میں ترازو تھی اور وہ کھی کھی ہنسے جا رہی تھی۔ پھپھو بھی ہنسی روک رہی تھیں۔ چچا جان مزدوروں سے فرش درست کرا رہے تھے۔ کچھ سوچنے کی مہلت نہ تھی۔ کمرے کا دروازہ پکڑے وہ کچھ حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ ابھی اندر جانے کا فیصلہ نہ کر پائی تھی کہ دروازہ دھڑاک سے کھل گیا۔ وہ سامنے بیٹھے حبیب کو دیکھتی رہی جس کے کان میں ایئر فون لگا ہوا تھا اور ریڈیو سے موسیقی کی لہریں براہ راست اس کی سماعت کو غذا پہنچا رہی تھیں۔ اس کا سوٹ کیس بھی یونہی کھلا پڑا تھا۔ خالی الماری بند تھی۔ کمرے میں پلاننگ کے آثار نہ تھے۔ پھپھو کے ہاں کے سب دروازے بھی اس قدر آواز پیدا کرتے تھے۔ توبہ۔ کیا تھا مگر وہ بے آواز رہتے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر چپ چاپ لوٹ جاتی۔ ناظمہ نے کس قدر غلط بیانی کی تھی۔ سب لوگ جو کڑوی گولیاں چبائے بیٹھے تھے۔ اس کی اداکاری۔ مگر پھر اس کا تماشا کیسے بنتا۔

☆☆☆

''آیئے۔ مجھے منانے آئی ہیں آپ۔'' ہنس رہا تھا۔ بے شرم۔

''جی نہیں۔ آپ کی پلاننگ کا راز جاننے آئی ہوں۔''

''ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا۔'' وہ بہک کر بولا۔ وہ بھنا گئی۔ امریکہ میں اردو پڑھاتے ہوں گے۔

''میں بالکل پشیماں نہیں۔ بس ناظمہ کا خیال تھا۔ وہ آ رہی ہے۔''

''اوہ۔ خیر۔ خیر۔ کسی وجہ سے کسی کے خیال سے سہی۔ آپ آ تو گئیں۔ معذرت کے لیے یہ مجھے معاف کرنے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"معاف کرنے۔"

وہ مزید کچھ کہتی مگر سب کے سب اندر گھس آئے۔ جنید، عبید، نامہ، ناظمہ، جنید، عبید اس کے گرد ڈانس کرنے لگے۔ "راضی راضی راضی۔ دولہا دلہن راضی۔ پھر کیا کرے گا قاضی۔

"لو۔ ہمیں خبر ہی نہیں اور یہاں ایجاب وقبول بھی ہو گئے۔"

نائلہ دوڑتی ہوئی آئی تھی اس لیے ہانپ رہی تھی۔ پروا کہیں حیرت سے دیکھ رہی تھی جو سب ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے اور حبیب سے تو جنید کی کشتی ہو رہی تھی۔ وہ چپکے سے نکل آئی۔ وہ سب اپنے بھائی کی گت بنانے میں مصروف تھے۔

ناظمہ کی شادی میں عمر بھائی اکیلے آئے۔ بھابھی کی طبیعت ناساز تھی۔ اس لیے نہیں آئیں۔

☆☆☆

ایک دن وہ کالج سے آئی تو پھپھو بڑے جلال میں تھیں۔ کسی پر خفا ہو رہی تھیں۔ کوئی کوئی لفظ یا فقرہ اس کے کانوں سے ٹکرایا۔ تو علم ہوا کہ عمر پر خفا ہو رہی ہیں۔

"سارا خط بسمہ کے خیالات سے پر ہے۔ ارے اس گاؤدی نے یہ نہ سوچا کہ خط میں لکھ رہا ہوں کہ بسمہ۔ اور یہ بھی نہ یاد آیا کہ جب میں پروا کو لا رہی تھی تو اس سے کہہ کر آئی تھی۔ یہ میری چیز ہے۔ میرے حبیب کی امانت۔ وہ تو سب کچھ بھول گیا۔ ناظمہ کی شادی میں آیا تھا تب بھی میں نے معاملہ پختہ کر دیا تھا۔ کہا تھا کہ بیٹا۔ اب یہ نہ بھول جانا۔ اب یہ میری ہو گی۔ ناظمہ کی شادی کے بعد۔ ذرا اس کے امتحان ہو لیں تو میں اعلان بھی کر دوں گی۔ حد ہو گئی۔"

تنویر بھابھی نے بتایا کہ عمر نے پروا کو بلانے کا لکھا ہے۔ اس کے لئے بہت اچھے رشتے آئے ہیں۔ بسمہ کا خیال ہے کہ امتحان تو پرائیویٹ بھی دے دے گی۔ مگر رشتے نہیں آئیں گے۔ یوں بھی اس کی عمر نکلی جا رہی ہے وغیرہ۔

پروا سنتی کر رہ گئی۔ بھابھی جو کہتی ہیں کر کے رہتی ہیں۔ وہ اسے چین نہیں لینے دیں گی۔ اب اسے ہر وقت تیار رہنا پڑے گا۔ کب ان کے حکم کی تعمیل میں اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ کر جانا پڑ جائے۔ اسے اداس اور پریشان دیکھ کر بھابھی اس کی دلجوئی کرتیں کہ وہ خوفزدہ نہ ہو۔

پھر ایک دن پھپھو حبیب کو لے کر لاہور چلی گئیں۔ جب تک آ نہ گئیں۔ وہ ہوتی رہی۔ دعائیں مانگتی رہی۔ آخر اس دن وہ آ ہی گئیں۔

"خوب خبر لے کر آئی ہوں۔ بسمہ کے سامنے سب کچھ کہہ آئی۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY PAKSOCIETY
www.paksociety.com

''آپ نے حسب دستور تتے لیے ہوں گے یا لتے دیے ہوں گے عمر بھائی کو۔'' عبید حسب معمول گڑبڑا گیا۔

''میں نے اسے صرف دھمکیاں دی ہیں۔ ورجتا دیا ہے کہ آئندہ وہ نہ ہوں سکے گا۔'' پھپھو خوش تھیں۔

حبیب بھی خوش نظر آ رہا تھا۔ عبید نے پوچھا۔ ''یہ جناب کی بتیسی کیوں باہر نکلی ہوئی ہے۔ ایں۔'' وہ مڑ کر بھابھی سے رجوع ہوا۔ ''بھابھی بتیسی کی چھتیسی۔ اس موقع کے لیے کیا مناسب ہے بھلا۔''

''تمہارا سر۔'' بھابھی ہنسیں۔ ''فقرے کا بیڑا غرق کر دیتے ہو تم۔''

''اچھا۔ بیڑا غرق ہوتا ہے۔ میں نے تو اس دن کہا تھا۔ بیڑا پار ہو گیا۔ وہ یہ ہوا۔''

''جس موقعے پر تم نے یہ جملہ بولا تھا۔ وہ بیڑا پار ہونا ہی درست تھا۔''

عمر بھائی اور بھابھی آئے اور ایک چھوٹی سی تقریب میں پھپھو نے اسے حبیب کے نام کی انگوٹھی پہنا دی۔ عبید نے اسے حادثاتی منگنی کا نام دیا۔

''نہ عمر بھائی پرو کو بلاتے اور اچھے رشتوں پر اصرار کرتے۔ نہ امی اتنی جلدی یہ منگنی کرتیں۔''

ابھی حبیب کو تعلیم مکمل کرنے میں دو سال درکار تھے۔ پھپھو منگنی کے خلاف تھیں۔ ان کے خیال میں تو زبانی معاہدہ کافی تھا۔ مگر عمر جب اپنے باپ کے سامنے کیا ہوا وعدہ بھول کر ناظمہ کے بجائے سمعہ کو بیاہ لایا۔ تو پرو کو بھی کسی حبیب کا شکیب کے ساتھ رہنا نہ کر سکتا تھا۔

سمعہ بھابھی تو پرو کے ٹھاٹ باٹ دیکھ کر دنگ تھیں۔ یہاں آ کر اس کا رنگ روپ بھی نکھر گیا تھا۔ اسے ہر خوشی میسر تھی۔ اس کی قدر تھی یہاں عزت تھی۔ تنویر بھابھی کی چاہت دیکھ کر تو سمعہ کے پتنگے لگ گئے تھے۔ نند ہی نند رکھوں رہی تھیں وہ ورپرو جو پنی بھابھی کی مزاج شناس تھی۔ اچھی طرح سمجھ رہی تھی کہ بھابھی حسد و رشک میں مبتلا ہیں۔ اسے ڈر تھا کہ بھابھی اسے پھپھو کے گھر سے لے جانے کی ہر تدبیر کریں گی۔ وہ اسے خوش دیکھ کر سخت ناخوش تھیں لیکن اسے پھپھو کا آسرا تو تھا۔ حبیب تو پردیسی پنچھی اس کا کیا بھروسا۔ بس ایک انگوٹھی تھی جو اسے معتبر کر چکی تھی۔ ورنہ بھابھی اسی کی وجہ سے تلملا رہی تھیں۔ حبیب جیسا وجیہہ و خوش مزاج اعلا تعلیم یافتہ پرو کا نصیب بنے یہ انہیں کب گوارا تھا۔

پھپھو تو چاہتی تھیں نکاح بھی ہو جائے۔ مگر عمر اس کے لیے تیار نہ ہوئے۔ آخر بہن تھی ان کی۔

''تم اس قدر کھوردل کی مالک ہو۔ یہ سنگ دلی راس نہ آئے گی تمہیں۔ پچھتاؤ گی۔''

جبید اس کے سر پر کھڑا کب سے بک بک کیے جا رہا تھا۔ وہ چپ چاپ بستر کی چادر جھاڑنے لگی۔

''اتنی دور جا رہے ہیں بے چارے تو کیا میں بھیج رہی ہوں نہ جائیں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ایک ذرا سی فرمائش بھی پوری نہیں ہوگی تو زندگی کیسے گزرے گی۔ رے وہاں جا کر ہوں بھال گئے۔ کیسے یاد رکھیں گے یہ چہرہ مبارک۔ جب کوئی تصویر ہی نہ ہوگی۔''

''ناظمہ کی شادی میں۔ کتنی تصویریں تو اتاری تھیں تم نے۔''

''وہ سب پرانی ہوگئیں اور کوئی اکیلی تمہاری ہے بھی نہیں۔ کسی میں کسی کا سر ہے کسی میں کسی کا تھوبڑا۔''

''اتنو۔ ذرا سا مان نہیں رکھ سکتیں تم۔'' عبید بھی شامل ہوگیا۔

''کون سا سامان۔'' وہ بن کر بولی۔

''سامان نہیں۔ مان۔ تین حرفی مان۔ چلو ان کے ساتھ ایک عدد فوٹو۔''

''مانو گے نہیں۔'' وہ کھسیا کر اٹھ گئی۔ جنید بھی ضد کا پکا تھا۔ جنیب کو بھی پکڑ لایا۔ صاف ظاہر تھا اسے بھی مجبور کر کے لایا گیا ہے 'نشانی' کے لیے۔ پروا کے پاس رہے جو۔ پروا خوب خفا ہوئی مگر فوٹو تو اتار دیا گیا۔

جنیب کے جانے میں چند دن تھے جب عمر کا خط آیا۔ اسمہ کی بیماری کا بیان۔ پروا کو بلانے پر اصرار۔ پھپھو نے لکھ دیا۔

''اسمہ کی بہن بھی وہیں ہے اور ماں بھاوج بھائی سب ہیں۔ کسی کو بلا لو۔ پروا کو امتحان کی تیاری کرنے دو۔''

پروا اڑ گئی۔ اس سے کھانا بھی نہیں کھایا گیا۔ بھابھی کی کوئی فرمائش رد کر دی جائے تو وہ آگ بگولا ہو کر کچھ بھی کر سکتی ہیں۔

''لو۔ پروا کا تو رنگ ہی زرد ہوگیا۔'' تنویر بھابھی نے کہا۔ ''اس قدر ڈرتی ہو تم۔ وہ بھابھی ہے تمہاری' یا جلاد ہے۔ اب تم پر ان کا اختیار نہیں رہا پروا۔ کیوں ڈرتی ہو۔''

تنویر بھابھی سیدھی سادی محبت کرنے والی۔ وہ اسمہ کے زہر سے واقف بھی کیسے ہوتیں۔

جنیب اسے کالج لے جاتے تھے' اس دن دھر دھر گلیوں میں گھما کر وقت ضائع کرتے رہے۔

''کیا کر لیں گی وہ۔ اب کچھ نہیں کر سکتیں۔ امی جان سے تو ٹکر نہیں لے سکتیں نا۔''

''وہ کسی سے ڈرتی نہیں ہیں۔''

''اور تم سب سے ڈرتی ہو۔ اسی طرح ہمت بڑھائی ہے تم نے ان کی۔ بھی زندہ رہنے کے لیے حوصلہ بلند رکھنا چاہیے۔ معلوم نہیں کب کوئی حادثہ ہو جائے اور یہ تمہاری بھابھی کسی حادثے سے کم نہیں۔ مگر میں بھی اتنا مزور نہیں۔ امی نے تمہیں اس حادثے سے بچانے کے لیے ہی تو میرا انتخاب کیا ہے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY PAKSOCIETY
www.paksociety.com

''مگر آپ۔ آپ تو بہت دور چلے جائیں گے۔ یہاں تو نہ ہوں گے یہاں تو بھابھی ہوں گی ورمیں۔''

''اور تم اب میری ہو۔ کیا بھابھی تمہیں۔''

''گاڑی چلائیں دھیان سے۔ سامنے دیکھیں ناں۔ ڈر لگ رہا ہے مجھے۔''

''افوہ۔ لیا میں تمہیں کوئی نقصان پہنچنے دوں گا۔''

''مجھے آپ کے دل کے اندر کا حال معلوم نہیں۔'' وہ شرارت سے بولی۔

''پھر سے کہنا۔ وہ خفا ہو کر بولے۔

''ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ پتا نہیں یہاں کیا ہو جائے۔ آپ۔ آپ تک خبر پہنچنے تک تو میں۔''

وہ رنجیدہ ہو گئی' ہونٹ کاٹنے لگی۔

''سنو جب بھی تمہیں کوئی تکلیف ہو گی مجھے ضرور علم ہو جائے۔ جب بھی کسی پریشانی میں پڑو۔ مجھے پکارنا۔ میں کسی نہ کسی طرح پہنچوں گا۔''

''ہوں'' وہ پرواہی و رنج کے ملے جلے لہجے میں بولی۔

''کون آتا ہے تنی دور سے۔ وہ بھی میرے لیے۔ میں تنی بھی اہم نہیں ہوں' اپنی حیثیت جانتی ہوں۔' اس کی آواز بھاری ہو گئی۔

''آزما کر دیکھنا۔ وہ مرد ہی کیا جو اپنے وعدے پورے نہ کرے۔'' وہ یقین بھرے لہجے میں بولے۔ ''ورہوں۔ میں عشق محبت کا دعوا تو نہیں کرتا کیونکہ میں ایک عملی آدمی ہوں اور یہ تو امریکہ جا کر ہی بتا سکوں گا کہ تمہاری کیا اہمیت ہے لیکن پرو میرے خلوص پر بھروسا کر سکتی ہو۔ میں نے عہد کیا ہے کہ تمہیں دکھوں محرومیوں تکلیفوں سے ضرور بچاؤں گا۔'

پرو ادھ سے رہ گئی۔ سامنے بڑا سا پتھر بیچ سڑک پر پڑا تھا' باتوں کی رو میں جنید نے دیکھا ہی نہیں۔ گاڑی پتھر سے ٹکرا کر اچھلی۔ پرو اچھلی کھا کر نشست ہوا سے ٹکرائی۔

''ہے۔ یہ کیسا وعدہ ہے۔'' وہ چلائی اور سر سہلانے لگی۔

''سوری۔ سوری۔ سوری۔' وہ بھی زور سے بولا اور کار روک کر اس کے زخم ٹٹولنے لگا۔

''کچھ نہیں ہوا ہے۔'' وہ چڑ گئی۔ ''زندگی سوری سوری کے سہارے گزرتی اچھی نہیں لگے گی۔''

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY PAKSOCIETY
www.paksociety.com

امتحانات سے فارغ ہو کر ہر بوجھ اتر سا گیا۔ ناظمہ سسرال سے آ گئی۔ حبیب اور زوہیب کے جانے کے بعد میں کچھ سکون اور ٹھہراؤ سا آ گیا تھا۔ پھر اسماء کے ساتھ پھپھو حج کی سعادت کے لیے روانہ ہو گئیں۔ وہ اور بھابھی سلائی میں مصروف ہو گئیں جنید عبیدان لوگوں کا دل بہلائے رکھتے۔

اچانک عمر بھائی اسے لینے آ گئے۔ اس کا دل تو نہیں چاہا۔ مگر بھابھی نے کہا اب عمر لینے آ گئے ہیں۔ تم چلی جاؤ۔ امی جان کی واپسی پر آ جانا۔ اس کے دل کو کوئی مروڑے ڈال رہا تھا۔ نہ جا۔ نہ جا۔ چڑیوں کی چہکار سے یک ہی نغمہ ابھرتا۔ نہ جانا۔ نہ جانا۔ اسے ہر سمت سے سرگوشی سنائی دے رہی تھی۔ خطرہ۔ خطرہ۔ ہوائیں گواہی دے رہی تھیں۔ رک جا۔ رک جا۔ پتے ہلتے۔ تالی بجاتے تو کہتے۔ خطرہ۔ خطرہ۔ فضا میں ہوا میں خلا میں زمین و آسمان کہیں پر عافیت نہ تھی۔ خطرہ خطرہ۔

وہ عمر بھائی سے بحث نہ کر سکی۔ دبی زبان سے کہا ضرور کہ پھپھو کے آنے کے بعد آ جاؤں گی۔ بھابھی بھی کیسی ہیں۔ ناظمہ بھی جا چکی تھی مگر عمر بھائی کچھ پریشان سے تھے ان کی پریشانی میں اضافہ نہ ہو۔ یہ سوچ کر وہ نہ ہو گئی۔ جنید نے کہا کہ وہ چند دن بعد آ کر لے آئے گا۔

بھابھی کا موڈ حسب توقع بگڑا ہوا تھا۔ گھر کی حالت ابتر تھی۔ صفائی تھی نہ ترتیب بکھرا بکھرا سامان الٹی سیدھی کرسیاں۔ یہاں وہاں کشن صبر۔ صبر میرے دن بھابھی کے طنز کے تیروں کے وار وہ صبر کی ڈھال پر روکتی رہی۔ وہ تین دن گھر کی صفائی میں لگے۔ پتا نہیں اسے تو عمر بھائی بھی کچھ چپ چپ ڈرے ہوئے سے لگ رہے تھے۔ کئی بار غور کیا بات سمجھ میں نہ آئی۔ سب بھابھی عمر کے سامنے بھی اس پر وار کرتی رہتیں۔ وہ چپ رہتے۔

آخر کار سے بولنا پڑا۔

''بھابھی۔ اپنے گھر کوئی کیوں آتا ہے۔'' مجبوراً ہی جواب دیا تھا۔

''گھر جہاں ہے وہاں میں ضرور پہنچاؤں گی۔''

عمر بھائی نے کچھ کہا تھا۔ وہ چلانے لگیں۔ عمر بھائی چپ رہ گئے۔ پھر ٹیکسی سے کچھ مہمان اترے۔ پھر کچھ اور۔ پھر اور۔ اور گھر بھر گیا۔ گھر بھر چلتا تھا۔

''کل تمہاری شادی ہے میں نے طے کی ہے اب چین سے بیٹھو۔ بہت من مانی کر چکیں۔''

بھابھی پر غصے کا بھوت سوار تھا۔ وہ سہم کر دو قدم پیچھے ہٹی۔ عمر نے پر امید بھری نگاہ ڈالی۔ وہاں بھابھی کی قہر آلود نگاہوں کا سایہ تھا۔ پلکیں جھپک کر رہ گئے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''بھائی۔ یہ یہ کیا ہے۔ بھابھی کیا کہہ رہی ہیں۔'' وار کی کپکپاہٹ رہ کے ندر کی۔ عمر نے سر جھکا یا۔

''بھائی۔ بھائی۔ پھپھو۔ پھپھو'' منہ کھل نہ سکا۔ حلق میں نمک کے گولے پھنس گئے۔

''پھپھو ہونہہ ان بڑی بی کو میں جواب دے لوں گی۔ تم اس کی پرواہ نہ کرو۔ اور بس بہت سوال وجواب ہو گئے' چلو اب کمرے میں۔''

بھابھی نے سے گھسیٹا۔ وہ زار وقطار روتی ہوئی عمر کو دیکھتی رہی۔ کمرے میں لے جا کر پٹخ کر بھابھی نے منہ بگاڑ کر اس کے رونے کی نقل اتاری پھر کہا۔

''منگنی ہو گئی ہے' ہونہہ۔ ارے منگنی کیا چیز ہے۔ ہم شادی کریں گے اپنی مرضی سے۔ اب رونا بند کرو منحوس۔''

رونا دھونا۔ خوشامد آمد و زاری کھانا چھوڑنا۔ کچھ کارگر نہ ہوا۔ بھابھی نے اس کی شادی اپنے کسی ماموں کے ساتھ طے کر دی تھی۔ ایک مہمان بی بی نے اس کو بلکتے دیکھ کر کہا بھی۔

''بسمہ ظلم نہ کرو یہ تو بھی بچی ہے۔''

''بچی ہا اس بچی نے میری زندگی حرام کر دی ہے۔''

بھابھی نے دانت پیسے۔ وہ بے خطا تھی۔ کس سے کہتی۔ ظالم نے ہر سمت سے رستے بند کر رکھے تھے۔ رات آدھی سے زیادہ گزر گئی۔ رو رو کر حلق خشک ہو گیا۔ فریاد کر کر کے آواز بیٹھ گئی۔

''مجھے بچا لو۔ مجھے بچا لو۔'' کسی انجان سے مخاطب ہو کر چلاتی رہی۔ ''پھپھو۔ پھپھو آ جائیں۔ مجھے بچا لیں۔ میرے مولا! مجھے اس عذاب سے بچا۔''

روتے روتے تکیہ تر ہو گیا۔ آنکھیں سوج گئیں۔ بال الجھ گئے۔

صبح ہوئی تو قیامت کا منظر تھا۔ شادی کی تقریب کا سماں۔ صحن میں کاغذ کی رنگین جھنڈیاں لگی تھیں' کرسیاں سجی تھیں' دعوت۔ تو کہاں ہے۔ عمر ہاتھ ملتے دھر سے دھر بندھ۔ چار کی تصویر بنے پھر رہے تھے۔

''بھائی!'' حلق کی ساری طاقت لگا کر ایک بار پھر بھائی کو پکارا۔ ''کہاں گیا وہ وعدہ' پھپھو سے کرے آئے تھے' حبیب مجھے آ کر بچا لو۔ تم نے کہا تھا۔'' رو رو کر ساری توانائی ختم ہو گئی تو وہ بے ہوش ہو گئی۔ پڑوس کی حمیدہ بھابھی نے اسے ہوش میں لانے کی تدبیریں کیں۔ دوپہر ہوئی' پھر شام بھی ہو گئی۔ کیسی دلہن تھی وہ' کسی نے مہندی لگائی تھی نہ اس کے بٹن ملے تھے کسی کو اس سے ہمدردی نہ تھی۔ وہ سب بھابھی کے رشتے دار تھے پھر بارات بھی آ گئی۔ شور قیامت تھا۔ وہ پھر بے ہو گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''مگر کر رہی ہے۔'' بھابھی نے فتویٰ صادر کیا۔ ''چلو قاضی سے ہو نکاح پڑھا لیں۔''

''مگر دولہا نہیں ہے۔ نشے میں غٹ پڑے تھے بہت اٹھانے کی کوشش کی۔ جگایا ہلایا جھنجھوڑا۔ یاد دلایا کہ آج شادی ہے مگر انہیں ہوش نہ تھا۔''

بھابھی کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

''کیسے ہو تم لوگ۔ زبردستی اٹھا لاتے۔ چلو میں خود جا کر رخصتی ہوں' قاضی صاحب کو روکنا۔''

بھابھی ایک دو ترکوں کو لے کر دولہا کی تلاش میں روانہ ہو گئیں۔ ذرا سی مہلت ہی ملی تھی۔ اس نے پھر فریادیں شروع کر دیں۔

''اللہ میرے اللہ۔ مجھے بچا لے' آج کس عذاب سے نجات دلا دے مولا۔ یا مجھے موت دے دے۔''

☆☆☆

صدف نے بڑے عجز سے درخواست کی تھی۔

''بس چند منٹ لگیں گے مجھے' پلیز افضل تم ذرا انتظار کرنا میرا اچھا۔ دو منٹ میں آتی ہوں۔''

افضل نے سیٹ پیچھے کھسکائی۔ پھر پسار نیم دراز ہو گیا۔ آنکھوں پر ٹوپی رکھی۔

''میں تمہارے دو چار منٹ کی حقیقت جانتا ہوں۔ جاؤ بابا۔''

باہر سے کسی تقریب کا سماں لگ رہا تھا۔ صدف حیران تھی کہ آج اسمہ کے گھر کیا تقریب ہے اسے بتایا تک نہیں۔ وہ اسمہ کو پکارتی ہوئی اندر گھسی تو۔ پروا سے سامنا ہو گیا۔

تباہ حال۔ سوجے ہوئے چہرے دھوئیں جیسی رنگت اور پپڑائے ہونٹوں پر فریاد۔

''صدف آپا صدف آپا مجھے بچا لیں۔ کہیں چھپا دیں مجھے نہیں کرنی شادی۔ صدف آپا۔''

صدف کے سنبھالتے سنبھالتے وہ اس کے بازوؤں میں جھول گئی۔ ناتوانی سی ناتوانی تھی۔

جمیلہ بھابھی نے آگے آ کر صدف کو بتایا۔ ''اسمہ اپنے بڈھے ماموں سے پروا کی شادی کر رہی ہے۔ نشے باز بھی ہے موا۔ دو بیویاں بھاگ چکی ہیں۔ اور اب پروا کو چنا گیا ہے۔''

پروا کا حال تباہ تھا۔ پہچانی نہیں جاتی تھی۔

صدف نے عمر سے رجوع کیا۔ وہ گردن جھکا کر منمنانے لگا۔ جمیلہ بھابھی نے صدف کو اکسایا۔

''وقت بہت کم ہے۔ بہت ہی کم ہے۔ پتا نہیں کب وہ بے ہوش دولہا کو لے کر آ جائے۔ ہم تو محلے والے ٹھہرے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہمیں تو یہیں رہنا ہے۔ مکان سر پر تو اٹھا کر کہیں جا نہیں سکتے' ورنہ پروا کے لیے ضرور کچھ کرتے۔ بے چاری صبح سے چار دفعے ہوش ہوئی ہے۔ دیکھو جی' بغیر مرضی کے نکاح کرنا تو گناہ ہے۔''

صدف نے پروا کو دیکھا' چہرے پر مردنی چھائی ہوئی۔ خشک ہونٹ' سوجی سوجی آنکھیں' بے بسی اور معصومیت کی تصویر مظلوم۔ اسے مدد کی واقعی ضرورت ہے۔ وہ دوڑتی ہوئی گھر سے نکل گئی۔

افضل نے غصے سے گھڑی کی جانب دیکھا۔ پھر صدف کی طرف ڈرائیونگ پر ہاتھ جما دیے۔

''جلدی کرو مجھے سخت بھوک لگی ہے آدھا گھنٹہ ہو گیا۔ تمہارے دو منٹ ابھی ختم نہیں ہوئے۔''

''افضل۔ ذرا رکو۔'' صدف کی سرگوشی پر اسرار لہجہ وہ گھبرا گیا۔

''افضل۔ ایک بے قصور لڑکی پر ظلم ہو رہا ہے اور ہمیں اسے بچانا ہے' ضروری ہے۔''

''کیوں۔ تم خدائی فوجدار ہو۔''

''افضل! میرے خدا' لڑکی نے مجھے خدا رسول کے واسطے دیے ہیں۔ پلیز میری مدد کرو۔

دس منٹ افضل کو تیار کرنے میں لگ گئے۔ وہ مجبور ہو گیا۔

''تم کو میرا بھروسا ہے نا۔ پھر بھی یقین دلاتی ہوں۔ تم کبھی مایوس نہیں ہو گے۔ بس اسے سرحال میں اس گھر سے لے کر جانا ہے۔ بعد کے معاملات میں سنبھال لوں گی۔''

دس منٹ عمر کو سمجھانے اور واسطے دینے میں لگے' پروا کو سارا معاملہ سمجھانے میں ایک منٹ لگا۔ وہ پھر بلک بلک کر رو دی۔

''اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں پروا۔ اسمہ میری دشمن ہو جائے گی۔ اگر تم کو کہیں سے بھی جاؤں تو وہ تمہیں برآمد کر دے گی اور مجھ پر اغوا کا جرم ثابت ہو جائے گا۔ سوائے عمر بھائی کے کوئی اور تمہیں چھپا نہیں سکتا۔ اور وہ وہ میرے ساتھ تعاون پر تیار ہیں۔''

انسان جو خود کو بہت بلند و برتر سمجھتا ہے عدو ارفع تصور کرتا ہے مگر خدائی قوت اس کی حکمت کے آگے سب بے بس ہیں۔ اسمہ کی ساری منصوبہ بندی' ارادے دھرے رہ گئے۔ اس کے حسد کا انجام اس کے لیے خود کچھ ہو ہو۔ پروا اس عذاب سے نجات پا چکی تھی۔ جس کے لیے روز دعائیں کر رہی تھی۔

افضل نے دماغ پر بہت زور ڈالا کہ یاد آ جائے۔ کبھی اس نے کوئی بڑا گناہ کیا تھا۔ جس کی سزا میں اسے صدف جیسی جلد باز' متلون مزاج لڑکی سے سابقہ ہوا ہو۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پروا کی رخصتی بھی خوب تھی۔ سارے مہمان دور کھڑے تھے یا کہیں نہ کہیں کھانا کھا رہے تھے۔ نہیں دلہن کی رخصتی سے ذرا دلچسپی نہ تھی۔ قاضی صاحب کو بھی جلدی تھی۔ وہ نکاح پڑھا کر چھوہاروں کی پوٹلی بغل میں دبا کر تیزی سے نکلے۔ رومال میں کھانا بھی بعد میں کسی نے ان کے گھر تک پہنچایا۔ وہ تو بے بے ڈگ بھرتے بسمہ کی پہنچ سے دور چلے گئے۔

صدف پروا کو لے کر پچھلی سیٹ پر بیٹھی۔ فضل نے گلاب کا موٹا سا ہار پیچھے اچھال دیا۔ اور گاڑی آگے بڑھ گئی۔

''پلیز آہستہ۔'' صدف ہنستی رہی اور بے ہوش پروا کو سنبھالتی بھی رہی۔ گھر کا دروازہ آیا تو گاڑی رک گئی۔ افضل اپنی سیٹ پر بیٹھا رہا۔ ''اب کیا کروں۔''

''اب سے ٹھاکر اندر لے چلو۔'' افضل نے احتیاط سے پروا کو سنبھال لیا۔ اندر پہنچ کر پوچھا۔

''اچھا اب کیا کرنا ہے۔''

''مہربانی کر کے خدمت کرو۔ یہ قدرت کا انعام ہے جو تمہارے ظرف کے امتحان کا نتیجہ ہے سمجھے۔ نہ یہ خود سے بھاگ کر آئی ہے نہ ہی تم اسے پکڑ کر لائے ہو۔ اس کے وارثوں نے تمہاری رضا پر سے درجنوں لوگوں کے سامنے تمہارے ہاتھ میں دیا ہے۔ اب وقت ہی بتائے گا کہ میں سرخرو ہوئی۔ یہ بہت مجبور بے کس لڑکی ہے لیکن کبھی بھی تمہیں مایوس نہیں کرے گا۔ کبھی تمہیں افسوس نہیں ہوگا اور خدا کی رضا بھی یہی ہے۔ کہ تم اس کے نگہبان ہو۔ سو بن گئے اب مجھ سے سوال مت کرنا۔''

صدف نے کچھ نرمی کچھ گرمی کا مظاہرہ کیا۔ اس کی رات ایک بجے فلائٹ تھی۔ وہ انہیں چھوڑ کر اپنے ہاسٹل چلی گئی۔ جہاں سے اسے بہت جلدی میں ایئرپورٹ پہنچنا پڑا۔

اسے خبر ہی نہ ہوئی کہ گھر پہنچ کر بسمہ کو حالات کا علم ہونے کے بعد کس قسم کا غم و غصہ کا دورہ پڑا تھا کہ ہاتھ ملنے کا بھی موقعہ نہ ملا۔ آگ میں جلتی وہ اسی وقت صدف سے ہاسٹل گئی تو اسے بتایا گیا کہ وہ فلائی کر گئی ہے وہاں کسی کو بھی افضل کی قیام گاہ کا علم نہ تھا۔ بسمہ پر دوہری ناکامی کا غلبہ تھا اور اس ناکامی کا انتقام وہ عمر سے لینا چاہتی تھی۔ لیکن عمر کے کچھ عزیز اور محلے کے معززین اس کی پشت پناہ بن گئے تھے۔

پروا کمرے میں بے سدھ پڑی تھی ہوش میں تھی مگر نقاہت سے اٹھ بھی نہ پاتی تھی۔ بس بھابھی کے انتقام سے بچ جانے کا اطمینان تھا لیکن یہ دوسری صورت بھی تو قابل قبول نہ تھی۔ اسی کے خوف سے رزہ براندام پڑی تھی۔

افضل بھی کم پریشان نہ تھا۔ صدف اسے امتحان میں ڈال گئی تھی۔ بغیر کسی ارادے سے وہ شوہر بنا دیا گیا۔ ایسا تو کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ لڑکی کی سرد آہیں اور مدھم سسکیاں اسے رنجیدہ کر رہی تھیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ گرم دودھ لے کر کمرے میں آیا تو لڑکی کانپ رہی تھی۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر کچھ کہنے کی کوشش بھی کی۔ مگر اس کے کانپتے ہوں سے کوئی آواز نہ نکلی۔ افضل اتنا نا سمجھ بھی نہ تھا کہ اس کا مطلب نہ سمجھتا۔ اسے بتایا گیا تھا کہ ایک عمر رسیدہ نشے باز شخص کے ساتھ زبردستی سے بیاہا جا رہا ہے لڑکی کی مرضی نہیں ہے اسے بچانا ہے اس نشے باز سے اور اس دشمن بھابھی سے۔ لڑکی کو افضل سے شادی پر بھی تو مجبور کیا گیا تھا۔ خود اسے بھی صدف نے واسطے دے کر مجبور کیا۔ لڑکی کی حالت خاصی تشویش ناک تھی۔ وہ نقاہت سے لرز رہی تھی خوف سے زرد ہو گئی تھی۔ شاید اس کی مرضی کہیں اور ہو۔

افضل نے بڑی نرمی اور ملائمت سے اسے پورا دودھ پلا دیا۔ تسلی دی کہ وہ خود کو محفوظ سمجھے۔ صدف کے آنے تک وہ اس کا ہر طرح خیال رکھے گا۔ پھر صدف فیصلہ کرے گی کہ آئندہ کیا ہو۔ کیونکہ اس نے اسے یقین دلایا تھا کہ اس لڑکی کو اس کی بھابھی کے چنگل سے بچانا ہے اور اس نے یہ کام کر دیا تھا۔ اب آئندہ لائحہ عمل خود لڑکی کو طے کرنا ہے۔ یہ صدف کا مشورہ۔ اس نے خود کو بری الذمہ قرار دیا تھا۔ افضل نے واضح طور پر لڑکی کے اطمینان بھرے سانس کی آواز سنی۔ وہ گھر کے دوسرے کمرے میں چلا آیا اور صوفے پر گر پڑا۔ تھکن سے برا حال تھا۔ نیند اس سے روٹھ گئی تھی۔

کچھ دیر بعد اس نے جا کر جھانکا تو وہ بے خبر سوئی ہوئی تھی۔ اس نے افضل کی شرافت پر یقین کر لیا تھا یا وہ نیند کی تری ہوئی تھی۔ وہ جو زبردستی اس کی زندگی میں داخل کر دی گئی۔ اب کیا طے کرے گی۔ پتا نہیں کس مزاج کی ہے۔ صدف نے تو ہر طرح یقین دلایا تھا۔

رات تین بجے فون کی گھنٹی نے اسے ڈسٹرب کیا۔ حسب توقع صدف تھی۔ ایئرپورٹ سے بول رہی تھی۔

''وہ کیسی ہے۔ طبیعت تو ٹھیک ہے نا اس کی۔ کچھ کھلایا پلایا اسے۔'' وہ بہت بے قرار ہو رہی تھی۔

''وہ تو ٹھیک ہے مگر میں میں میں۔''

''میں سمجھ گئی تم بکرا بن گئے ہو۔ ممیا رہے ہو۔ ایسا ہی ہوتا ہے۔''

''میں ایسے مذاق پسند نہیں کرتا۔ سنو صدف آخر اس کا انجام کیا ہوگا۔''

''انشاء اللہ۔ انجام بخیر ہوگا۔ تم اس کا خیال رکھنا افسوس کہ مجھے آج ہی جانا پڑ رہا ہے۔ ورنہ میں اس کی دیکھ بھال کر لیتی۔ اسے محبت کی نرمی اور گرمی کی ضرورت ہے اسے تحفظ کا یقین دلاؤ۔''

''سنو۔ سنو صدف میں کوئی فرشتہ نہیں ہوں اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس حیثیت سے میرے گھر میں رہے گی۔ اور کب تک۔''

''مجھے معلوم ہے کہ تم انسان ہو اور اس پر کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے۔ اور یہ لڑکی جائز بیوی ہے تمہاری اس میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY PAKSOCIETY
www.paksociety.com

بھی کوئی شک نہیں۔ افضل جو کارنامہ تم نے سرانجام دیا ہے نا۔ وہ تمہیں فرشتوں کی صف میں کھڑا کر چکا ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ وہ ہوش میں آ کر صدمے کے اثر سے نکل کر میری اس بات کی گواہی دے گی اچھا ہاں۔ اس کے لباس وغیرہ۔"

"ہونہہ۔ وہ گواہی دے گی لیکن تمہیں ماننا چاہیے کہ میرے ساتھ تم نے نہایت نامناسب رویہ رکھا۔ ناجائز دباؤ ڈالا۔ اور خود اس لڑکی کو بھی مجبور کیا کہ وہ بھائی سے بچنے تو غار میں جا گرے۔"

"نہیں۔ میں نے ہر مصیبت سے بچانے کا عزم کرکے تمہارا انتخاب کیا تھا۔ سمجھ لو کہ میں نے جہنم سے بچالیا ہے۔ اب اسے جنت دینا تمہاری ذمہ داری ہے۔ کم از کم ایک فرشتے کی پشت پناہی سے حاصل ہوگی۔ ہیں نا۔"

صدف کے ہنسنے کی آواز آئی اور فون بند ہوگیا۔ وہ سر تھام کر بیٹھ گیا۔ صدف کے لیے تو ہر مرحلہ آسان ثابت ہوتا تھا۔ خود افضل کے لیے ہی وہ دشواریاں پیدا کرتی جاتی تھی۔ ہمیشہ ہر دفعہ اپنے ارادے اپنے فیصلے اپنی صدوں کے نتائج سے بے پروا بے نیاز ہوکر افضل کو آزمائشوں میں مبتلا کرتی رہی تھی۔ سر میں سخت درد تھا اور تفکرات کا بوجھ بھی۔ دفتر سے چھٹی لینے پر مجبور ہوگیا۔ صبح آنکھوں میں کٹ گئی۔ اپنے لیے چائے بنا رہا تھا تو اس کا خیال بھی آ گیا۔ چائے لے کر کمرے میں داخل ہوا۔ وہ جاگی ہوئی تھی۔ بیٹھی تھی آنسو تواتر سے اس کے گالوں پر بہہ رہے تھے۔

"ہیلو۔" اس نے نارمل انداز سے مخاطب کیا۔ وہ جھٹ سے منہ پھیر کر آنسو خشک کرنے لگی۔

"لو گرم گرم چائے پیو۔ اور سارے آنسو اس میں ڈبو دو۔ اور سب غم بھلا دو۔"

اس نے نیم مزاحیہ انداز اختیار کیا۔

"کیونکہ اب تو کچھ نہیں ہوسکتا۔ صدف نے کہا ہے کہ۔"

وہ اس کے چہرے پر نظر ڈالنے میں ناکام رہا کہ اس نے گردن موڑی ہوئی تھی۔ بالوں کی موٹی سی چوٹی۔ خوبصورت گول سر۔ اور کانوں میں جھومتی بالیوں سے بھی مخاطب ہونا پڑا۔ "صدف نے کہا ہے کہ۔ چونکہ میں نے تمہیں جہنم سے نجات دلائی ہے اس لیے میں فرشتوں کی صف میں کھڑا ہوگیا ہوں۔ صدف نے یہ بھی کہا ہے کہ سب کچھ جائز طریقے پر ہوا ہے کسی کا کسی پر احسان نہیں۔ کوئی دباؤ نہیں لیکن تمہارے یہ آنسو تو کوئی اور کہانی سنا رہے ہیں کیا تمہیں اس جہنم سے نجات ملنے کی کوئی خوشی نہیں۔ چھ چلو میری طرف منہ کرکے بیٹھو۔ ورنہ میں بہت برا آدمی ہوں زبردستی بھی کرسکتا ہوں۔" لڑکی کے منہ سے چیخ سی سسکی خارج ہوئی۔

"اوہو۔ اتنا بھی برا نہیں کہ تم چیخیں مارو۔ میں تو محاورتاً کہہ رہا ہوں فرشتے سے تو برا ہی ہوں اور تمہیں یہ بتانا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com

چاہتا ہوں کہ جس طرح تم اس جہنم سے نکلنے سے پہلے میرے گھر آنے پر مجبور ہوئیں، مجھے بھی مجبور کیا گیا۔ ہماری مشرقی تاریخ میں تو یہ سہرے لڑکیوں، عورتوں کے سر بندھے ہیں۔ سر روں مجبوریوں رقم ہیں۔ لیکن ایک آزاد منش، دیدہ ور قسم کے مرد کے لیے یہ پوزیشن قطعاً نئی ہے۔ نہ میری دادی جان نے خاندان کے وقار کی قسم دے کر مجبور کیا نہ ابا جان نے اپنی زبان کے وقار کا واسطہ دیا۔"

وہ پیالی اس کے سامنے کر کے اس کے منہ سے لگانے میں کامیاب ہو گیا۔ لڑکی نے فوراً ہاتھ سے پکڑ لی۔

"مجھے تو ایک ڈکٹیٹر قسم کی خاتون نے ہمدردی کے نام پر ورغلایا کہ یہ ہمدردی صرف تمہارے لیے تھی۔ مجھ سے تو ان کا مخاصمانہ رویہ روز اول سے جاری ہے۔ زندہ مثال ہوں ان کے ظلم و ستم کی۔ جن کے حکم کی پابندی پر مجبور کیا گیا۔"

لڑکی نے ایک گھونٹ بھرا تھا سوں سوں کی آواز بھی نکالی سسکی۔ افضل نے فوراً اپنا رومال پیش کیا۔

"تو محترمہ آپ بھی ذرا میری مجبوریوں پر رحم کھائیں۔ مجھے ناشتے کی شدید ضرورت ہے۔ سر میں سخت درد ہے۔ صرف چائے پیش کرنے پر نادم ہوں۔ اپنی اور میری مدد کرنا آپ پر فرض ہو گیا ہے۔ آپ کے کچن دکھا دوں۔ آنسوؤں سے منہ تو دھو چکی ہیں آپ۔ پھر بھی اگر پانی سے منہ دھونا ہو تو سائیڈ میں باتھ روم بھی ہے۔"

پروا کھڑی ہو گئی۔ منہ دھو چکی تھی۔ وہ افضل کے عقب میں چل پڑی۔

کچن خاصا کشادہ مگر بے ترتیب تھا۔

"جب صدف آتی ہے۔ مجھے گالیاں دیتی ہے میری۔ پروا لی اور پھوہڑ پنے کو کوستی ہے اور کچن درست کر کے جاتی ہے۔ خیر تلاش کرنے پر سب کچھ مل جائے گا۔ میں بھی نہیں بتا سکتا کہ کون سی چیز کہاں ملے گی۔ میں ذرا غسل کر دوں۔"

وہ کہہ کر چلا گیا تو پروا کی جان میں جان آئی۔ صفائی پسند لگتا ہے بے ترتیبی ہے مگر گندگی نہیں۔ یہ صدف اس کی کون ہے۔ جس کے حکم سے وہ مجبور ہو گیا۔ پتا نہیں صدف نے کس حق کے تحت اسے رضامند کیا ہو گا۔ ان کا آپس میں کیا رشتہ کیا تعلق ہے۔

یوں تو صدف کے ساتھ ایک دو بار اس نے افضل کو دیکھا تھا۔ مگر وہ گھر میں کبھی نہیں آیا۔ صدف کو چھوڑ کر چلا جاتا تھا۔ اور اس وقت جب اسے کسی فرشتے کی ضرورت تھی صدف نے اس کی سرامید کو بامراد کیا وہ دور کرتی بھی کیا۔ افضل تھا تو صدف بھی کامیاب ہو گئی۔ ورنہ صدف آپا۔ آپ کا احسان ہے کہ آپ نے مجھے۔ ایک غیر ہمدرد لڑکی کے دکھ کو محسوس کیا اور اپنی ذمہ داری پر عمر بھائی کو بھی مجبور کیا۔ نہ آپ آتیں۔ نہ میں زندہ ہوتی بھابھی کے ماموں کے گھر میں۔ خوف سے آنکھیں بند کر کے اس نے شکر ادا کیا۔ وہ کم از کم زندہ تو تھی اور زندگی کے سارے وارمات کے ساتھ۔ حوصلے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY PAKSOCIETY
www.paksociety.com

امنگ امیدیں زندہ تھیں۔ صدف سے بچا رہا تھا۔ وہ کبھی فرشتہ نکلی اور افضل بھی۔

آملیٹ وہ بنا چکی تو پراٹھے ڈالنے لگی۔ بھوکی سی تھی۔ جب جان نکلی جا رہی تھی۔ اپنے بھائی کے گھر سے بھوکی آئی تھی۔ جب بھابھی نے اسے شادی کی نوید دی۔ تب سے دانا پانی حرام ہو گیا تھا۔ رات کے دودھ سے کچھ توانائی بخشی۔ کچھ نیند نے۔ بیڈروم میں میز پر ناشتا رکھ دیا۔

افضل فوراً شروع ہو گیا۔ اور پسندیدگی کا اظہار آنکھوں اور ہونٹوں سے کر رہا تھا۔ اس کا انداز گفتگو و حرکتیں عید کی طرح تھیں۔ حالانکہ اس کے لیے بھی یہ سچویشن پریشان کن ہونی چاہیے لیکن مرد زیادہ قوت برداشت رکھتے ہیں۔ شاید یہ معجزہ ہو۔ اس کے کسی تدارکی عمل سے فکر کا ظہور نہ ہوا۔ وہ سر جھکائے ناشتا کر رہی تھی۔ آنکھیں بار بار بھر آتیں۔ افضل مگر خوش تھا۔ اس نے پروا سے اس کا نام دریافت کیا۔

''مجھے علم تو ہونا چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ کسی موقع پر ضرورت پڑے تو اغوا کا الزام بھی لگ جائے۔ پھانسی ہے اغوا کی سزا ہاں کیا نام بتایا آپ نے۔''

''پروا'' حلق میں لقمہ پھنس گیا۔

''ہاں۔ اچھا۔ تو یہ پروز بیگم کوئی عجیب سا نام نہیں۔''

''پروا ہے نام۔ صرف پروا۔'' اپنے نام کی تکرار عجیب لگ رہی تھی۔

''اچھا خیر۔ نام سے کیا ہوتا ہے۔ پروا ہو کہ پچھوا۔ ہو تو سانس کی آمد و رفت برقرار رکھنے کے لیے بہت ضروری ہے شکر ہے تمہارا نام ہوا پر ہے۔ آگ پر نہیں۔ مجھے تو شمع نام سے بھی ڈر لگتا ہے کہ کہیں جلا نہ ڈالے اچھا تو پروا۔ بات یہ ہے کہ میں تو اب سوؤں گا۔ رات بھر جاگا ہوں دراصل میں واقعی فرشتہ نہیں۔ جب ایک جوان حسین مہکتا ہوا وجود سامنے ہو تو بڑے بڑے پرہیزگار ایمان کھو بیٹھتے ہیں اور میرا تو حق ہے۔ نکاح ہوا ہے باقاعدہ آپ سے ناں۔ لیکن کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا سخت گناہ سمجھتا ہوں صدف نے کہا تھا ابھی تو اسے اس گھر سے نکالنا ہے۔ بعد میں دیکھیں گے کہ کیا کرنا ہے تو جناب صدف کے آنے تک میں بھی پابند ہوں اور آپ بھی۔ آپ بھی موقع سے فائدہ اٹھا کر میرے بارے میں غور کریں۔''

پروا کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ سانس تیز ہو رہی تھی یہ کیسی باتیں کر رہا تھا۔

''آپ کے سامنے تو مجبوری در مجبوری تھی مجھے قبول کرنے کے لیے۔ مگر میرا تو کوئی پروگرام نہ تھا۔ چاہتا تو انکار کر دیتا لیکن آپ کو مصیبت سے بچانا بھی چاہتا تھا۔ صدف جو چاہتی ہے مجھ سے کرا لیتی ہے اور میں خیر آپ ناشتا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کریں۔ سوچیں۔ ممکن ہے آپ کی حد درجہ صفت بھابھی پنے کیے پر پشیمان ہوں لیکن عمر بھائی ہمارے حامی ہیں۔"

پروا سر جھکائے ناشتا کرتی رہی۔ بہت بھوکی تھی اور اس کی نیند پوری ہو چکی تھی۔ افضل دوسرے کمرے میں سونے چلا گیا۔ وہ سوچتی رہی۔ انگلی میں پھپھو کی پہنائی انگوٹھی کی موجودگی میں وہ افضل کے بارے میں کیا سوچے۔ عمر بھائی نے بھی اس کے نکاح میں اتنی عجلت کی۔ دو بھابھی سے انکار کر دیتے تو یہ نوبت کیوں آتی۔ صدف کی مہربانی اور ہمدردی بھابھی کی غیر موجودگی عمر بھائی کے لیے اس فیصلے پر عمل کرنے میں معاون بنی۔ پتا نہیں عمر بھائی بھابھی سے اتنا کیوں ڈرتے ہیں اور معلوم نہیں ان کا یہ فیصلہ عارضی ہے کہ۔ وہ بھی اس کی طرح پر امید ہیں۔ پھپھو منتظر۔

لیکن افضل نے یہ کیوں کہا کہ اب تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ نکاح ہوا ہے جائز۔ یہ وہ کیا کی نیت کچھ اور ہے۔ کیسا آدمی ہے یہ۔ فرشتہ نہیں لیکن شریف ہے۔ رات اس نے لقمے مہربانی کی۔ تسلی بھی دی اور دودھ بھی صبر کرکے پلایا۔ ورنہ وہ شاید رات میں بھوک سے ہی مر جاتی اور اب سوچنے کا آپشن دے گیا۔ کیا اب واقعی کچھ نہیں ہو سکتا۔ پھر صدف کی واپسی تک پابندی کا کیوں نام لیا۔ اب پھپھو کے تاثرات۔ حبیب کے خیالات کیا ہوں گے۔ کیا وہ اتنے وسیع القلب ہیں۔

اس نے بھابھی کا کچھ نہیں بگاڑا مگر انہوں نے۔ اس کی زندگی کو مسخ کر کے رکھ دیا۔ کس سے فریاد کرے۔ چچی اماں نے اس پر ظلم کیا۔ اسے مسترد کر کے۔ پھر بھول ہی گئیں۔ تب اس نے بھی انہیں ان کے سلوک کو بھلا دیا۔ صبر کر لیا۔ پھپھو، تنویر بھابھی، جبیب، عبید، حبیب۔ سب لوگ اس کے غموں کی تلافی کر رہے تھے۔ لیکن بسمہ بھابھی کے بس نے تو تباہی کے کنارے کھڑا کر دیا تھا۔ صدف آپا کا بھلا ہو۔ پھر صدف افضل کی کون ہے۔ اسے تو حق کس نے دیا کہ افضل پر حکمرانی کرے۔

"ہیلو! کھانے کے بارے میں کیا خیال ہے۔"

وہ باہر سے ہی پوچھ رہا تھا۔ پروا چونک کر اٹھ بیٹھی خیالوں میں گم تھی۔ پھپھو، چچی اماں اور حبیب جس کو پکار پکار کر حلق خشک ہو چلا تھا۔ وہی تو بربادی کا سبب تھا۔ نہ پہنا تا انگوٹھی۔ کبھی مل گیا تو سوری کہہ کر گزر جائے گا۔ وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا۔ وہی ہوا جس کا اسے خدشہ تھا۔ حبیب تک خبر پہنچنے تک وہ تباہ ہو چکی ہوگی۔ یہ تو صدف کا احسان تھا۔ کم از کم اس بڈھے نشے باز سے تو جان بچی ورنہ یا مر جاتی یا سے مار کر پھانسی چڑھ جاتی۔

افضل بازار سے کھانا لے آیا تھا۔ کھانا کھانے کے دوران افضل نے پانی کا گلاس اسے دیتے ہوئے پروا کی انگوٹھی دیکھی۔

"یہ انگوٹھی منگنی کی تو نہیں۔" وہ خاصا ذہین تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY PAKSOCIETY
www.paksociety.com

پروا کے دل پر چوٹ لگی۔ روٹی پیٹ میں رکھ کر وہ سسکنے لگی۔ بڑی رو رکا رونا آیا تھا۔
افضل اسے روتا دیکھتا رہا۔ اچھا تو یہ بات ہے پھر تو کوئی جذباتی وابستگی بھی ہوگی کچھ دیر بعد اس نے روٹی کا ٹکڑا پروا کے ہاتھ میں دے کر سنجیدگی سے کہا۔
"کھانا کھاؤ۔ رونے کے لیے تو عمر پڑی ہے زندگی میں ایسے حادثے ہوتے ہیں۔ ان کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے۔ ان سے ہارنا اپنے وجود کی نفی ہوتی ہے۔ ارے اپنا وجود بہت قیمتی ہوتا ہے۔ اس کی قدر کرو قدر چلو کھانا کھاؤ۔"
افضل کے لہجے میں پذیرائی تھی۔ بالکل حبیب کی طرح۔ جس نے کہا تھا حادثے زندگی میں ہوتے ہیں تمہاری بھابھی بھی حادثے سے کم نہیں جن سے بچانے کے لیے میں نے منگنی کر دی ہے۔ پھپھو اور حبیب نے بھابھی سے بچانے کے لیے منگنی کی تھی مگر وہ پھر بھی نہ بچی۔ بھابھی حادثے کی طرح اس پر ٹوٹ پڑی تھیں۔ پھر صدف آپا نے بچانے کے لیے اس کی شادی ہی کروا دی۔ عمر بھائی عمر بھائی کاش آپ پر بھابھی اتنی حاوی نہ ہوتیں۔
"مایوسی گناہ ہے شکر کرو کہ اس عذاب سے بچ گئی ہو۔"
اس نے پروا کے سر پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔ اور پروا کو محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر آسمان ٹھہر گیا ہو۔ کوئی نہ کوئی تھا۔ جو اس پر حق رکھتا تھا۔ کسی حادثے کے طور پر ہی۔ مگر اب وہ تنہا نہ تھی پہلے کی طرح۔ دنیا دکھاوے کے لیے سہی۔ وہ اب خود کو بے سہارا نہ کہے گی۔ اس کے دل کو تسکین سی ہوئی آنسو خود بخود رک گئے۔ اور وہ پھر سے کھانا کھانے لگی افضل نے بھی پھر کچھ نہ کہا۔ وہ کچھ سوچنے لگا تھا۔

☆☆☆

شام خاصی دیر تک تھی۔ افق پر آسمان سرخ ہو رہا تھا جس کی نارنجی شعاعیں ماحول کو گلابی کر رہی تھیں نیلا آسمان نارنجی شعاعیں۔ گلابی بادل گلابی فضا میں چہرے کی زردی بھی غائب ہو گئی تھیں اور آنکھیں بھی اب پرانی کیفیت میں آ گئی تھیں۔ آنکھوں کی سوجن ختم ہو گئی تھی اور دل بھی کچھ ٹھہر سا گیا تھا۔ دروازے پر دستک ہوئی افضل باہر گیا واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بند لفافہ تھا وہ ایک خط پڑھتا آ رہا تھا۔ خط صدف کا تھا۔
"مجھے یقین ہے کہ جناب نے پروا کے لیے کوئی انتظام نہ کیا ہوگا اور بے وقوفوں کی طرح دیوار سے منہ چھپائے گھر میں گھسے بیٹھے ہوگے۔ افضل کیسے ہو تم۔ ارے بابا اب تم بچہ نہیں رہے شوہر بن گئے ہو۔ بنا دیا گیا ہوں ہماری فلاٹ سیٹ ہوگی۔ اب صبح پانچ بجے جائے گی۔ میں اور آصفہ جنرل اسٹور گئے۔ سپر مارکیٹ گھومنے پھر کہیں پروا کے لیے چند چیزیں دستیاب ہوئیں۔ اب تم اس کو لے کر اس کے بھائی کے گھر جانا۔ کچھ دیر ٹھہر کر آ جانا پروا کو ہرگز وہاں نہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

چھوڑنا۔ کسی قیمت پر نہیں اب وہ تمہاری ذمہ داری ہے' سمجھتے ہو۔ تمہارے تحفظ میں ہے وہ' بہت کینہ پرور ہے اور اس وقت رخمی ناگن بنی ہوئی ہوگی' خیر میں یہ بنڈل اسکی کو دے جاؤں گی۔ وہ کسی کے ذریعے پہنچا دے گی۔ دیکھو پروا کا خیال رکھنا۔ یا تو چندوں کی چھٹی سے ہو یا پھر اسے اس کی پھپھو کے گھر پہنچا دو۔ ٹھیک۔ چھ بھی شاید میرا یہ ٹرپ کچھ لمبا ہو جائے۔

خیر کی طالب۔ صدف۔"

افضل نے بنڈل اور خط پروا کے سامنے پھینکا اور باہر نکل گیا۔ خط پڑھ کر پروا متاثر ہوگئی۔ صدف "پا" آپ تو سچ مچ فرشتہ رحمت ہیں۔ بنڈل میں گہرے سبز رنگ کی خوبصورت بنارسی ساڑھی تھی۔ جس میں سنہری گلابی اور اودے رنگ کا بارڈر تھا۔ سنہری نیل و بارڈر دمکتی ہوئی شوخ رنگ کی ساڑھی۔ پروا کا پسندیدہ رنگ۔ فیروزی اور سرخ رنگ کے دو سادہ سوٹ بھی تھے۔ ڈبے میں سبز رنگوں کی جیولری۔ میک اپ کا ضروری سامان اور سرخ چوڑیاں۔

صدف کو اس کا کتنا خیال تھا۔ افضل کو خط پڑھ کر غصہ آ گیا تھا۔ وہ اپنا غصہ کم کرنے کے لیے کہیں چلا گیا تھا۔

"صدف آپ میری وجہ سے خاصی زیر بار ہوئیں۔ اتنا سامان لے لیا۔"

"کوئی زیر باری نہیں ہے' اسے عادت ہے ہر کسی کی ہمدردی میں سب کچھ خرچ کر ڈالتی ہے۔ صرف میں ایسا بندہ شر ہوں جس پر اپنے حکامات نازل کرتی ہے۔" وہ بھنایا ہوا تھا۔

"چلیں۔ یہ اس کی بھیجی ہوئی ساڑھی' زیور وغیرہ اٹھا کر پہن لیں۔ جس پر اپنا پیسہ پھینکا ہے اس نے۔ پھر چلتے ہیں اس کے حکم کی تعمیل میں۔"

پروا کو اب بھی کا خوف نہ تھا' جب سے افضل نے اس کا آسمان بننا منظور کیا۔ اور صدف نے اس کے راستے صاف کیے' اس کی مہربانی و لطف و عنایت خوش بن پھواری مانند اس کے دل کو تازہ کر رہی تھی۔ رنج و فکر کے ڈیرے کھڑ چکے تھے۔ وہ تنہا نہیں تھی۔ وہ حسین رنگ شوخ قسم کی ساڑھی پہن کر باہر نکلی تو لمحہ بھر کو تو افضل بھی گڑبڑا گیا۔ کون سے یہ پری۔ رت والی جڑی خزاں زدہ لڑکی یہ تو ہو نہیں سکتی۔

جب وہ بھائی کے گھر پہنچے' مغرب کی اذان ہو رہی تھی۔ عمر بھائی نہیں دیکھ کر حیران اور خوش ہوئے بھابھی سامنے کھڑی تھیں۔ اسے دیکھ کر ان کی آنکھیں پھٹ گئیں۔ حلقوں سے ابلنے لگیں' پھر وہ ایک دم دو زور چیخ مار کر بھاگیں اور اپنے کمرے میں بند ہو گئیں۔ عمر بھائی شرمندہ سے ہو گئے۔ پروا بھی کھسیانی ہو گئی۔

"بس یہی حال ہے۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

عمر بھائی نے تاسف سے کہا' وہ معذرت طلب نظروں سے فضل کو دیکھے گئے' اس شخص سے کل تک وہ واقف بھی نہ تھے اور آج وہ دندناتا ہوا ان کے گھر آ گیا تھا۔ انہوں نے بغور پرو کو دیکھا' قیمتی ساڑھی اور زیورات میں میک اپ کیے وہ بہت مختلف اور معزز نظر آ رہی تھی۔ کل سے بہت مختلف بالکل بدل گئی تھی' اعتماد سے بیٹھی تھی اور شاید خوش بھی تھی۔ انہیں بھی یہ امید نہ تھی کہ وہ اگلے دن اس سج دھج کے ساتھ آ جائے گی۔

جب بسمہ نے دروازہ کھولا تو عمر بھائی پڑوس سے جمیلہ بھابھی کو بلا لائے۔ یہ بہت بے تکلف ہستی تھیں اور انہی نے صدف کو کسایا تھا۔ کہ وہ کچھ بھی کر کے پرو کو بڈھے سے بچائے' آتے ہی اسے گلے لگا کر رونا شروع کر دیا۔

"ہائے ماشاءاللہ۔ شکارے مار رہی ہے پروا۔"

"بھائی جی ذرا دیکھیں' پگلی ولی پرو تو نہیں نا۔ اور سنا دو خوش تو ہو یہ میں تیرے دوہا۔ کل تو ڈھنگ سے دیکھ نہ سکی تھی۔"

انہوں نے ترچھی نظر سے فضل کو دیکھا۔

"ہائے بڑا سوہنا ہے' ماشاءاللہ چاند سورج کی جوڑی ہے' خوش تو ہے نا تو' خوش نہ ہوتی تو مال تھا۔ اللہ بنائی رکھے بھائی جان دیکھیں' ایک یہ جوڑی ہے اور آپ لوگ اسے بڈھے کے حوالے۔ خیر بھائی جی میں ان کے لیے چائے لاتی ہوں' مٹھائی تو ہوگی گھر میں۔"

وہ اندر جانے لگیں تو فضل نے روکا۔ یہ کہہ کر بھی چائے پی کر آئے ہیں اور مٹھائی کی گنجائش نہیں۔

"بس جمیلہ بھابھی۔ آپ تو کسی طرح بسمہ کو کمرے سے باہر لے آئیں۔"

عمر نے جمیلہ بھابھی سے منت کی پتا نہیں کیسے۔ مگر بھابھی آ گئیں۔ تیوری پر بل لیے' منہ سجائے' پروا کے کھڑے ہو کر سلام کیا مگر وہ بغیر جواب دیے کنی کترا کر کونے میں جا بیٹھیں اور دور سے ہی انہیں گھورنے لگیں۔ جمیلہ بھابھی کی کمنٹری بغیر توقف کے جاری رہی۔

"ہے بھابھی۔ دیکھ کیا بہاردار ساڑھی ہے پروا کی اور بچ بھی رہی ہے اس پر۔ اور یہ سیٹ دکھا نا۔ ہوں۔ زمرد کا ہے نا۔ منہ دکھائی میں دیا ہوگا دولہا نے' اری ایسی چانک شادی میں یہ سیٹ بھی دے دیا۔ خاصا قیمتی ہے پیسے والا لگتا ہے۔"

بسمہ کی طرف مڑ کر پھر شروع ہو گئیں۔

"نیم کو بری میں چڑھایا تھا خالہ نے' پچاس ہزار کا تھا۔ تو خاصا بھاری ہے ساڑھی بھی بہت خوبصورت ہے' ری پروا۔ ذرا ٹھہرو تو ابھی آئی۔" کہہ کر چھپاک سے وہ باہر نکل گئیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پروانے صحن میں نظر ڈالی۔ رات کی تقریب کے آثار جوں کے توں موجود تھے جگہ جگہ بچے ہوئے چاول ہڈیاں بوٹیاں روٹی کے ٹکڑے بکھرے تھے اور مکھیاں ضیافت اڑا رہی تھیں۔ پورا دن گزر گیا۔ بھابھی نے صفائی تک نہیں کرائی۔ شکر ہے فضل آزمیں ہیں نہیں صحن نظر نہیں آئے گا۔ بھابھی کو یوں بھی صفائی سے لگاؤ نہ تھا۔ وہ کتنا صاف رکھتی تھی آنگن بھابھی تو اپنی نا کامی کا سوگ منا رہی ہوں گی۔ انہیں گندگی کا خیال تک نہ ہوگا۔ فضل اور عمر بھائی بے تکلفی سے محو گفتگو تھے فضل نے کسی بات پر قہقہہ لگا کر پروا کو دیکھا۔ نظر نیچی کیے وہ ہاتھ کی لکیروں کا معائنہ کر رہی تھی۔ خاصی حسین لگ رہی ہیں محترمہ۔

لپک جھپک جمیلہ بھابھی آئیں۔ توے میں انگارے لیے مرچوں کی دھونی دیتی ہوئی پروا اور افضل پر سے وار کر تو باہر صحن میں رکھ آئیں۔

''ہاں بھئی۔ نظر تاروی ہے میں نے تو۔ نظر لگتے دیر نہیں لگتی۔ میری بھی لگ سکتی ہے۔ ماشاء اللہ دونوں خوش تو ہے۔ کیوں نہ ہو آخر ہی سونا چاندی جیسی دلہن مفت میں مل گئی۔ بے مانگے۔ اری پروا۔''

انہوں نے اچانک آواز دھیمی کر کے سرگوشی میں پوچھا۔ مگر ایسے کہ بھابھی بخوبی سن لیں۔

''شکر ہے نفل بھی پڑھے تو نے۔ ارے اس بڈھے نشے باز سے چھٹکارا جو مل گیا اور کیسا گبھرو دولہا ملا۔ ایسا نصیبوں کی بات ہے پر ہمیں دعائیں دو اچھا دیکھو شکر ادا کرتی رہنا اور دولہا کو ہمیشہ خوش رکھنا اس کے اشارے کو حکم سمجھنا۔ اسی میں عافیت سنورے گی۔ خدمت کرنا خوب۔ اس کی خوشی کو اپنی سعادت جان لینا۔ ارے جتنا شکر کرے گی اتنی ہی خوشی ملے گی۔''

بھابھی کی گھورتی شعلہ برساتی نگاہیں پروا اور گئیں۔

''اری رات مر آ گیا۔ جب بھابھی اس بڈھے کو ایسی لگی وہ تو قبر کا مردہ لگ رہا تھا۔ یوں جھوم رہا تھا جیسے ڈانس کر رہا ہو۔ لٹے منہ اس کا۔''

افضل نے مڑ کر پروا سے کہا۔ ''چلیں ناں۔'' وہ فوراً کھڑی ہوگئی۔ شلش کرتی گہرے سبز رنگ کی ساڑھی میں اس کا نوخیز بدن اور روپ چمک رہا تھا۔ بھابھی نے شرما حضوری کہا۔

''آج تو پروا کو یہیں ٹھہرنا ہے نئی قاعدہ سے زمانے کا۔''

جمیلہ بھابھی چمک کر بولیں۔ ''ہوہ۔ اس کے گھر میں کون بیٹھا ہے ساس نہ نند پھر کون طریقے قاعدے دیکھنے والا ہے نہیں پروا تم جاؤ۔ اللہ تمہیں آباد رکھے۔'' انہوں نے آنکھ کے اشارے سے بھی منع کیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بھابھی کب تک خوش اخلاقی کا نقاب اوڑھے رہتیں بڑبڑاتی چلی گئیں۔

عمر بھائی نے کہا۔ ''آج میری طرف سے ڈنر ہوگا۔ چلو پروا تمہاری پسند کا چائنیز چلے گا۔''

پروا نے ہچکچا کر کہا۔ ''بھابھی کو بھی۔''

''چھوڑ اسے۔'' جمیلہ بھابھی نے بات پوری نہ ہونے دی ہاتھ ہوا میں لہرا کر بولے گئیں۔ ''وہ تو جل جل کر کوئلہ ہو رہی ہے تجھے دیکھ دیکھ کے ہائے ماشاء اللہ۔ تو بھی تو حد ہے اتنی سج رہی ہے۔ بس ماشاء اللہ تیری بھابھی کے تو سارے منصوبے دھرے رہ گئے وہ بڈھا بھی روتا ہوا واپس گیا۔''

جمیلہ بھابھی ان لوگوں میں تھیں جن کے دل اور زبان ساتھ ساتھ ہوتے تھے انہیں یہ لحاظ نہ تھا کہ کوئی برا نہ مان جائے اور پھر انہی نے صدف کو پوری بات بتائی تھی۔ وہ پروا پر اپنا حق نہ جتاتیں۔

واپسی میں عمر بھائی کو گھر چھوڑتے ہوئے اپنے گھر کی سمت سفر شروع ہوا تو پروا کے دل پر ہلکی سی ٹھیس لگی۔ کیا تھا اگر وہ ایک رات رک جاتی عمر بھائی نے کہا ہی نہیں۔

''یہ خاتون تو خاصی دبیز ہیں۔ ان سے دوستی گانٹھی جائے بڑے گرا آتے ہیں انہیں۔ کیا خیال ہے ان کی ہدایتوں نصیحتوں پر عمل کرنا ہے۔ گر میں کچھ کہوں کچھ چاہوں۔ ان کی نصیحت کے مطابق مانو گی۔''

افضل نے مسکرا کر انگلی اٹھائی جیسے جمیلہ بھابھی سامنے بیٹھی ہوں پروا گردن جھکائے بیٹھی رہی۔ گھر آ گیا تھا۔ وہ اتر کر پہلے اندر گئی اور اپنے کمرے میں بند ہو گئی کپڑے بدل کر ساڑھی کی تہہ لگا رہی تھی تو وہ اپنے کپڑے لینے آ گیا۔ صدف کے بھیجے فیروزی سوٹ میں خاصی کم عمر لگ رہی تھی۔ آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

''واہ صدف تو بچی ہوئی چیز ہے کیا صحیح اندر رہ ہے اس کا۔''

وہ سیٹی بجانے لگا وہ شرما گئی اور پلنگ پر بیٹھ گئی دوپٹہ دور رکھا تھا۔

''ویسے تم چھپنے والی چیز تو نہیں ہو البتہ چھپانے والی کہہ سکتے ہیں دل میں دروازہ بند رہو تو یت خراب ہوتے دیر نہیں لگتی۔''

وہ سیٹی بجاتا اپنے کپڑے لے کر باہر چلا گیا۔ پروا دم سادھے بیٹھی رہ گئی۔

عجب اتفاق ہے کہ صبح وہ ناشتہ کر رہے تھے تب ہی دو خواتین اندر آ گئیں۔ افضل نے کھڑے ہو کر بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا۔ پھر عمر رسیدہ خاتون کی سوالیہ معترض نگاہوں کے جواب میں کہا۔

''خالہ جی یہ میری وہ ہے اور یہ میری خالہ ہیں۔ یہ زہرا ہے خالہ کی بیٹی۔'' وہ خود ہی بول رہا تھا کسی سے مخاطب نہ تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

حامد نے انھیں مچھلی کر پرہ اور دیکھا۔ "یں۔ کیا کہا۔ کون ہے۔"

"آپ کی بہو خانم۔ آپ نے ناشتا کریں۔ بڑے مزے کے کھانے بناتی ہے آپ کی بہو۔"

"ہائیں شادی کب ہوئی۔ مجھے تو خبر تک نہ ہوئی۔ کیلئے کیلئے شادی کری۔ ارے کوئی گو دبھی ہے۔"

وہ تیکھے انداز میں گھورے جا رہی تھیں۔

"بس حامد مجبور کری دیکھیں نا۔ ماں کو بھی خبر نہ ہو سکی۔ جلدی تھی۔ میرجنسی جانتی ہیں آپ کسی کو بدے کا دھیان ہی نہ آیا۔ آپ نے بیٹھیے ناں۔ زہرا کھڑی کیوں ہو ناشتا کرو نا۔ تمہاری بھابھی نے مزیدار پراٹھے بنائے ہیں۔"

زہرا منہ موڑ کر بدبدائی پھر دونوں ماں بیٹی چلی گئیں۔ فضل فکرمند ہو گیا۔

"یہ سلسلہ تو غلط ہو گیا۔ اب یہ ماں کے پاس جائیں گی اور اماں۔ میری اور بہت سی خطاؤں میں یہ جرم بے گناہی بھی اس کی خفگی کا سبب بنے گا۔ اوہ صدف صدف۔"

وہ سر تھامے کھڑا رہا۔ اس سے ناشتا بھی نہ ہوا۔ پھر کمرے میں جا کر کھڑ پڑ کرتا رہا۔ واپس آ کر بولا۔

"محترمہ تیاری کر لیں۔ چلتے ہیں ہی حضور کی عدالت میں گاؤں کی سیر بھی کچھ بری نہیں ہوگی۔ سہی کا غاز سوات مری۔ جیسی ہماری شادی ہوئی ہے ویسا ہی ہنی مون ہوگا۔ اماں کے ہاتھوں درگت ہاہ کیا قسمت ہے۔ ابھی تک اماں کے ہاتھوں مار کھاتا ہوں سچ۔"

"آپ چائے تو پی لیں۔" پرواہ سے رہا نہ گیا اور فضل نے شاید اس کا دل رکھنے کو دو گھونٹ چائے پی لی۔

گاؤں کا سفر خاصا دلچسپ رہا۔ وہ مسلسل مرحیہ انداز میں اسے قصے سناتا رہا لیکن ایک بار بھی اس سے کوئی سوال نہیں کیا۔ منگنی نہ منگیتر شاید بھول گیا تھا۔ بتاتے اپنی ماں کے واقعات۔

"اماں میری شادی ابا کی بھتیجی سے کرنا چاہتی ہیں۔ میری بہنیں مجھے اپنی نندوں سے چھپکانا اپنا فرض سمجھتی ہیں۔ اوہ سب کے ارادوں پر اوس گرے گی۔ واہ۔ صدف جب انہیں علم ہوگا کہ صدف نے یہ کارنامہ انجام دیا ہے تو۔ مہربانی کر کے تم تو کسی طرح اماں کو راضی کر لینا۔ وہ تم سے خوش ہو جائیں۔ بس پھر مجھے بھی معافی مل جائے گی۔"

کھیتوں کے دور بعد فضل کا گھر تھا۔ کچی سڑک پر دھول اڑتی کار جب گھر کے سامنے رکی تو گاؤں کا کوئی بچہ وہاں نہ تھا۔ وجہ یہ کہ یہ گھر اصل آبادی سے خاصا پیچھے تھا۔ ہارن کے جواب میں بڑے میاں آئے کمان جیسی کمر سفید بھک بال۔

"بابا۔ ماں کا مزاج کیسا ہے۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY PAKSOCIETY

''ابھی تک تو ٹھیک تھا۔ پر یہ تیرے ہارن نے گڑبڑ کر دی۔''

''یوں خیر ہے۔ چتلی سے کٹے بھوری کی بچھیا یا کالی مرغی کے چوروں کو میرے ہارن نے ڈسٹرب کر دیا۔ اچھا وہ بکری بھری ہوگی ہوگی۔''

''چل چل۔ باتیں نہ بنا۔ اندر جا۔ اور یہ کس کو لے آیا ہے۔ صدف بی بی۔''

''نا نہیں بابا۔ چلو تم اندر چلو۔''

پروا کا بازو پکڑ کر وہ گھر کے اندر لے آیا۔ یہاں استقبال کے کوئی آثار نہ تھے۔ اماں بوری سے چاول نکال کر صاف کر رہی تھیں۔ ملازمائیں [illegible] میں نمک ہلدی لگا کر ڈرم میں ڈال رہی تھیں۔ کچے صحن میں کہیں کوئی تنکا نہ تھا۔ وہ ڈرتے ڈرتے دبے قدموں بڑھ رہا تھا۔

پروا کی جان نکلی جا رہی تھی۔ یہ ایک اور امتحان بڑی بی اسے رجیکٹ نہ کر دیں۔

''اماں میں آ گیا۔ اسلام علیکم۔''

ایک ثانیے کو تو یوں لگا جیسے بڑی بی تھرا گئی ہیں۔ اٹھنے کو ہوئیں پھر ارادہ ملتوی کر کے بیٹھی رہ گئیں۔ نظریں چاول کے تھال پر پتھری جگہ چاول اٹھا اٹھا کر پھینکنے لگیں۔ اندر سے یقیناً کچھ اور تھیں۔ ظاہر میں سخت گیر۔ وہ برآمدے میں گھس کر ان سے لپٹ گیا۔

''اماں۔ اماں میں آ گیا ہوں۔''

انہوں نے چاول کا تھال زمین پر رکھ دیا اور رسمی طور پر کمر پر ہاتھ رکھ دیا۔

''اماں یہ۔ یہ آپ کی بہو بھی آئی ہے۔'' کہتے ہوئے دانتوں میں زبان دبالی۔ ''بس اب اسے اپنے پاس ہی رکھ لیں۔ اسے اپنا جیسا بنا دیں۔ بہت ٹرکا ہے میرا گزر نہیں ہوگا۔ اس لیے لے آیا ہوں۔ ذرا سی تربیت۔''

''چل ہٹ چپ رہ۔ مجھے دیکھنے تو دے۔'' حیرت انگیز طور پر اماں نے کسی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ اور بیٹے کو دھکا دے کر ہٹا دیا۔ پروا زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔ اماں نے اس کا چہرہ اپنی ہتھیلیوں میں رکھ لیا اور غور سے دیکھا۔ پھر بیٹے کی سمت دیکھا۔

''کب ہوئی شادی۔''

''دو تین دن ہوئے بس تین دن۔''

''سچ بتا۔ کہاں سے لایا ہے۔'' سخت بدگمان خاتون تھیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY PAKSOCIETY

''نکاح نامہ ہی ہو کہ بھول گئیں۔'' وہ سختی سے بولا۔

''نکاح نامے بھی جعلی بننے لگے ہیں اب۔ سب جانتی ہوں میں۔ کوئی گواہ بھی ہے۔ سے سوچنی وہ ہی۔''

اماں نے پروا کو چھوڑ دیا۔

''اماں۔ گواہ بہت ہیں۔ صدف نے خود پسند کر کے میری شادی کی تھی۔ سچ اماں۔''

''اچھا چپ کر تین دن میں بہوے لتنی لڑائی ہوگی۔ جو کہتا ہے لڑکا ہے۔ یں۔''

اماں سوچ میں ڈوب گئیں' پروا چاول کی تھال اٹھا کر چلنے لگی' ماں بیٹے میں دوری تھی پر کیسی۔ اماں کے ندار میں تپاک نہ تھا۔ جوش نہ تھا مگر شادی پر خفا بھی نہ تھیں۔ بدگمان تھیں۔ اماں کو سمجھنے میں کچھ وقت لگے گا۔

''اچھا۔ اماں۔ اب میں چلتا ہوں۔ سنبھال لو بہو کو۔''

''چل۔ جا منہ ہاتھ دھو۔ دھوں میں اٹا ہوا ہے' کمرے میں جا کر بیٹ جا۔ آیا وہاں سے ات صاحب کا بچہ۔ ابھی شبراتن کھانا دیتی ہے' سونا۔ سونا شبراتن سے کہو تندور گرم کرے۔''

''اماں آپ کی بہو روٹی بہت کھاتی ہے' شبراتن سے کہو چار بندوں کی روٹی پکائے۔''

کہتا ہوا وہ مسکراتا ہوا کہیں چلا گیا۔ اماں نے پروا سے تھال لے کر زمین پر رکھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر پلنگ پر لے گئیں اور لگیں گھورنے۔

''لگتی تو خاندانی ہے۔'' سر ہلا کر فیصلہ کیا۔

انہیں پروا کے سر پر جما ہوا دوپٹہ نیچی نظریں' جھکا ہوا سر پسند آیا تھا۔ خاندانی ہونے کی یہی دلیل ہے کہ عورت شرم و حیا سے رہے' کھانے کے علاوہ پھر افضل سے ملاقات نہ ہو سکی۔ سے وہیں جانے کی جلدی تھی۔ اور اماں پروا کو جانچتی ولی نظروں سے دیکھے جا رہی تھیں جب اس کی چاپ دوسری طرف گئی تو ماں گردن موڑ کر ادھر دیکھنے لگیں' سرد مہری سے رخصت کیا تھا۔ کوئی جوش نہیں' دعا نہیں۔ شاید دل میں دی ہو دعا۔ پھپھو تو بیٹے سب بیٹوں پر آیت الکرسی بھی دم کرتی تھیں اور دعا میں بھی دیتی تھیں۔ کار سٹارٹ ہو کر دور چلی گئی۔ تب اماں نے لمبا سانس کھینچا۔ شاید آہ بھری۔ پھر پروا کو لپٹا لیا۔ چوما' پیار کیا۔ بار بار صدقے ہونے کا اعلان کیا اور نظر اتاری پھر۔

''شبراتن' بہو سوہنی ہے نا۔ اچھی ہے۔ اری سی تو پورے گاؤں میں نہ ہوگی' ہے نا۔ ملوک ہے' کوئی تو اچھا کیا میرے بیٹے نے۔''

ان کی ساری گرم جوشی پروا کے لیے تھی۔ یا اس کے توسط سے افضل کے لیے بھی۔ شاید افضل کی کوئی خط کوئی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY PAKSOCIETY
www.paksociety.com

فروگذاشت انہیں ناگوار گزری۔ وہ دل کی آواز کو دبانے میں کامیاب رہیں۔ اور محبت کے جہان کو سرد مہری کے سپرد کر دیا۔ فضل نے سے یہ تو بتایا ہی نہ تھا کہ گاؤں میں کتنے عرصہ رہے گی پھر بھی مطمئن تھی۔ یہ نئی دنیا تھی پھپھو کے قصباتی ماحول سے الگ بے حد سادہ اور پراسرار۔ صدف کون تھی۔ افضل سے اس کا کیا ناتا تھا۔ یہ معلوم نہ ہوا۔ شبراتن اور سوتا۔ دن رات گھر میں رہنے والی مدد گار میں تھیں مگر صدف کا نام آتے ہی بہانا بنا کر ادھر ادھر ہو جاتیں۔

یقیناً افضل سے ناراضگی صدف کی وجہ سے ہوگی۔ اماں کو صدف پسند نہ ہوگی۔ وہ اپنی پسند کی بہو چاہتی ہوں گی۔ جہاز میں اڑنے والی۔ نوکری کرنے والی لڑکی جس کے بال بھی کٹے ہوئے تھے دیہاتی ماں کو کیسے پسند آتی۔ کیس تصدیق کہیں سے نہ ہوئی۔ حتہ انہوں نے پرو کو قبول کر لیا تھا بغیر کسی اعتراض کے اماں نے اسے بہت سے کپڑے بھی دیے۔ کچھ سلے کچھ بے سلے پرو کو سلائی کرتے دیکھ کر دیہاتی عورتیں انگشت بدنداں تھیں جو مین درزیوں جیسے کپڑے سیتی تھی۔ اماں ہر عورت کو بڑا کر دکھاتیں۔

''دیکھو دیکھو یہ میری بہو نے خود اپنے ہاتھوں سے سیے ہیں۔''

وہ کچھ پکاتی تو اماں نہال ہو جاتیں۔ وہ بہت صفائی پسند تھیں۔ گھر میں کہیں کوئی بے ضرورت چیز نہ تھی' مرغیوں' بکریوں گائے بھینس کا باڑہ الگ تھا۔ اس کی صفائی بھی اپنے سامنے کرواتی تھیں۔ گھر میں مرد تو صرف بابا تھے افضل کے باپ کے زمانے سے تھے۔ پہلے زمینوں کی دیکھ بھال کرتے تھے اب گھر کی۔ افضل کی شادی شدہ بہنیں مسقط اور ریاض میں تھیں۔

اماں ہر تیسرے دن بابا سے خط لکھواتیں جو بہو کے کارناموں سے پر ہوتا۔ بہو بہت لائق فائق تھی۔ انجینئر' مستری سب کچھ بجلی کا کام بھی جانتی ہے تیور جوڑ لیتی ہے' استری کا پلگ لگا لیتی ہے' کہیں سے تیار شدہ جائے تو اس کی پٹی کر کے کام کا بنا دیتی ہے' گاؤں کے لوگ اپنے ٹوٹے پلگ لیے آ جاتے ہیں۔ بڑی سوانی ہے۔ یہ ٹیپ کا مصرعہ ہوتا۔

☆☆☆

اس دن اس نے خواب میں جنید کو دیکھا پھر حبیب دن بھر اس کا دل بوجھل رہا۔ پھپھو صبح سے واپسی پر عمر بھائی کے پاس آئی تو ہوں گی۔ کیا سنا کیا کہا ہوگا۔ وہ کتنی بے خبر تھی۔ فضل نے بھی خبر نہ لی۔ شاید عمر بھائی سے اس کا رابطہ ہوا ہو مگر وہ پھپھو کے بارے میں تو کچھ نہیں بتائیں گے۔

ہلکی ہلکی دھوپ میں خوشگوار حرارت تھی۔ وہ پلنگ پر بیٹھی تو غنودگی سی طاری ہو گئی۔ اسی عالم میں کسی کار کے انجن کی ہلکی سی آواز۔ پھر قدموں کی چاپ اور السلام علیکم تو مین اس کے سر پر ہی دھماکا گیا۔ وعلیکم رحمت۔ وہ چونک کر اٹھ گئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com

جیدنہ جیب، فضل، شاید فضل ہی تھا اس نے خود کو اس کی اوٹ میں چھپا لیا۔ کتنے دن بعد ہچکچاہٹ تو ہوتی ہے۔

اماں ساگ بنا رہی تھیں۔ اسی طرح کام میں لگی رہیں۔ افضل نے ایک غذل اس کی جانب پھینک دیا۔

''اچھا اماں۔ اب چلتا ہوں۔ ذرا جلدی میں ہوں۔ ادھر سے گزر رہا تھا۔ تو آپ کی خیریت لینے آ گیا۔ اب چلتا ہوں۔'' وہ بے چینی سے داہنے ہاتھ کا انگوٹھا کھجا رہا تھا۔

اماں خفگی سے گویا ہوئیں۔ ''اچھا۔ ادھر سے گزر رہا تھا میرا بچہ۔''

''نہیں، سلیمان گڑھ آیا تھا تو دفتر کا کام تھا۔''

'سلیمان گڑھ۔ ساٹھ کوس پر ہے' اچھا بچے جو کہتے ہو وہی سچ ہوگا۔ پر یہ کہنے میں بھی کوئی حرج نہ تھا۔ کہ بیوی کی خاطر آئے ہو اچھا۔ دیکھ لی شکل۔ چل اب لمبا بن۔'' سخت غصے میں تھیں۔

افضل نے جھک کر ماں کے گھٹنے پکڑ لیے۔ ''سچ کہتا ہوں اماں صرف آپ کی خاطر آیا ہوں۔''

'پہلے تو اتنے پھیرے نہیں لگاتا تھا۔ اتنی جلدی اب آیا ہے تو چل۔ جو کام پہلے کرتا تھا۔ وہی کر۔ مانگ معافیاں۔ اسی کے لیے آتا تھا نا۔ اچھا چل کمرے میں جا کر بیٹھ۔ یہ کیا لایا ہے۔''

'یہ غذا کے پیڈ وغیرہ ہیں اپنے والوں کو لکھنا چاہیں تو لکھ دیں گی۔ یہاں غذا کے کہاں ملتے ہیں۔ اس خیال سے اچھا ماں سب میں چلتا ہوں پھر آؤں گا۔''

پروا جیسی بیٹھی تھی بیٹھی رہی۔ انگلی میں انگوٹھی چمک رہی تھی۔ فضل سست قدم اٹھاتا صحن پار کر رہا تھا۔ شاید اس امید میں کہ پروا سے خدا حافظ کہنے ہی آئے گی۔ مگر وہ ٹھس بیٹھی رہی۔ بعد میں بہت افسوس ہوا۔ اخلاقاً بات ہی کر لیتی۔ شاید کچھ دیر ٹھہر جاتا۔

اماں بھی خاصی دکھی ہو گئی تھیں مگر خاموش تھیں۔ تعلق۔ بندے میں پیڈ تھے ورنہ غذا کے پاکستان ڈاک سے سعودی عرب کے لیے امریکہ کے لیے کیوں۔ دھک سے رہ گئی۔ انہیں کیسے خبر ہوئی کہ۔

رت کو پیڈ نکالا مگر کچھ لکھا نہیں گیا' کسے لکھے پھپھو کو' ناظمہ کو۔ ہاتھ کانپنے لگے۔ کتنی مجبوری ہے کسی کی داستان۔ کتنی ہتک اور شکست کا دکھڑا۔ کیا مدد مانگے۔ کیسی مدد۔ کتنی سسرال میں بیٹھ کر۔ کیا دکھ ہے یہاں۔ کس کی شکایت کرے اور وہ اس کی مدد بھی یوں کریں گے جب شادی کر لی تھی۔ رخصتی ہو گئی پھر کس بات کا یقین دلائے کتنا مشکل کام ہے یقین دلانا۔ کھڑکی سے پرے۔ تا حد نگاہ کھیت' مرچیں' خوشحالی اور پلے پھلوں کی مہک۔ کیا یہ امید ہے۔

''اب سو جا بہو۔ کیا کر رہی ہے۔ آرام کر لے۔ آ میرے پاس۔ آ جا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اماں دوسرے کمرے سے اسے پکار رہی تھیں۔ نفا نے پیڈ وہیں رکھ کر وہ اماں کے پاس چلی گئی۔ رات سناٹا اور جھینگروں کی آوازیں۔ کہیں کوئی پرندہ چیخا۔ کیا یہ امید ہے۔

''بہو۔ ایک بات پوچھوں۔''

''جی اماں۔''

''آج تک میں نے سوال نہیں کیا بیٹی۔ آج عجیب لگ رہا ہے کیسے پوچھوں۔ افضل سے لڑ کر آئی تھی کیا۔ افضل نے کہا تھا یہ لڑکا ہے میرا گزر نہیں ہوگا۔ کیوں دو تین دن کی شادی میں۔ ایسی کیا بات ہوگئی۔ آج بھی وہ آیا تیری خاطر اور چپ چاپ چلا گیا۔ دکھی نظر آ رہا تھا۔ پوچھ سکی۔ تم نے بھی نہیں پوچھا۔ میں نے تو سارے حق خود سے چھین لیے ہیں۔''

اماں نے آہ بھری۔ پروا تکیے میں منہ گھسائے پڑی رہی۔

''اچھا جو اس کی قسمت' اکیلا رہ گیا میرا بچہ۔''

اماں نے سرد آہ بھر کر تکیہ سینے سے لگا لیا۔ ان کی سسکی کی آواز آئی تھی۔ ماں بے آواز رو رہی تھی۔ پروا کو پہلی بار اماں اور افضل کے تعلقات میں گداز نظر آیا۔ ماں کی ممتا بے چین تھی' پروا کی وجہ سے۔

اسے جسم میں جھرجھری سی محسوس ہوئی اور وہ اٹھ کر ماں سے لپٹ گئی۔ دبلی پتلی کاغذی سی ماں ممتا سے لبالب بھری ہوئی تھیں۔ انہوں نے پروا کو اپنے اکلوتے بیٹے کی بیوی کو سینے سے لگا لیا۔

''وہ بہت نرم دل ہے۔ ہمدرد اور خیر خواہ دیکھ بہو۔ کبھی ایسی لڑائی نہ کرنا' جو دل کو جا کر لگے' مرد کو اپنی عزت بہت عزیز ہوتی ہے' اپنی عورت سے زیادہ عزت بچانے کے لیے محبت عورت' عیش سب قربان کر سکتا ہے مرد ور افضل۔ اس میں ضد بھی ہے' پکا ضدی ہے' ہٹ کا پکا۔''

اماں چپکے چپکے اسے مردوں کی عزت پہ قربان ہونے کی داستانیں سنا رہی تھیں۔ وہ سو گئی۔ افضل نے کہا تھا ماں سخت مزاج ہیں' ان کا سینہ گہرا غار ہے۔ جہاں تاریکی ہے سوا کچھ نہیں۔ مگر پروا نے ساتھ ان کا سلوک کوئی اور کہانی سناتا۔ بغیر کسی تصدیق کے۔ کسی ناراضگی کے اظہار کے بغیر وہ پروا پر محبتیں لٹا رہی تھیں۔ ممتا سے لبریز مگر اپنی انا کی سختی سے محافظ انہوں نے ایک بار بھی افضل سے سرد مہری کے سلوک کی وضاحت نہ کی۔ وجہ بھی نہیں بتائی۔ دھر صدف بھی یک سر بستہ رہی تھی۔ گر افضل سے معلوم کیا جاتا تو وہ ضرور بتا دیتا۔ شاید کوئی خاص وجہ ہوگی کہ اس نے بھی صدف سے رشتے کی وضاحت نہ کی۔

☆☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ایک مہینہ ہو گزر گیا۔ یوں جیسے صدی گزری ہو بلکہ صدیاں بوجھل بے رنگ۔ عمر بھائی سے کوئی رابطہ رکھا نہ پھپھو کے ہاں سے کوئی خبر ملی۔ زندگی بڑی کشمکش میں گزر رہی تھی۔ یہ ہوگا۔ اب یہ کروں۔ قسم کے خیالات کی یلغار رہتی۔ موسم بدل رہا تھا وہ خزاں زدہ موسم کی طرح دکھی کا نمونہ بنی ہوئی تھی۔ افضل کی آمد کا خوف ہوتا تھا کہ کب وہ اسے اپنے ساتھ لے جانے کا عزم کرے اور اب اس کے نہ آنے سے گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ کہیں وہ بیمار تو نہیں۔ وہاں دیکھ بھال کرنے والا بھی کوئی نہیں۔ صدف بھی آئی کہ نہیں۔ اگر آ گئی ہے تو ٹھیک ہے صدف کون ہے افضل کی محبوبہ دوست۔ یہ اس نے اپنی محبت کی قربانی دے کر پروا کو۔ کون بتاتا۔ یہاں تو افضل کے متعلق بھی کوئی زبان نہ کھولتا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے سب نے اسے کچھ نہ بتانے کا عہد کر رکھا ہے ورنہ اس کی نوعیت کو تبدیل کرنے کے باوجود کوئی بات واضح نہ ہوتی۔

اس دن پہلی بار ڈاک سے اس کے نام ایک موٹا سا لفافہ آیا۔ رجسٹرڈ وہ کچھ ڈری گئی پھر لفافے کی پشت پر صدف کا نام دیکھ کر حیرت آمیز خوشی بھی ہوئی ماں نے پوچھا۔

''کس کا خط ہے۔'' صدف کا نام سن کر انہوں نے اس کے ہاتھ سے خط لے لیا۔ پروا ڈری کہ اب یہ خط پھاڑ ڈالیں گی۔ مگر اماں نے خط کو الٹ پلٹ کر دیکھا۔ اس کو ہونٹوں سے چھوا اور واپس پروا کو دے دیا۔

صدف کے خط سے زیادہ اماں کے طرز عمل نے حیرت زدہ کر دیا۔ ماں کے جانے کے بعد اس نے خط کھولا۔ خاصا طویل تھا۔ اب راز سے پردہ اٹھنے والا ہے۔ شاید وہ اپنی قربانی کا صلہ مانگے۔ ممکن ہے اسے اپنے راستے سے ہٹنے کی قیمت دینے کی پیش کش کرے یا یہ کہ کچھ دو۔ کچھ دو کے اصول پر سمجھوتا وہ سمجھوتا۔ اس بنیاد پر ہوگا۔ اماں جی کو اس کے حق میں ہموار کرنے۔ اسے گھر کی بہو تسلیم کرے یا اپنی باری پر اصرار زیادہ دیر انتظار نہ ہو سکا۔ ڈرتے ڈرتے پڑھنا شروع کیا۔

خط پر جیلنگ کی مہر تھی۔ یہ خط اس نے جیلس کے ایک ہوٹل میں بیٹھ کر تحریر کیا تھا۔ وہاں کی کچھ تصویریں بھی تھیں۔ لکھا تھا۔

''پروا عزیز ارجان ہو گئی ہو۔ وقت کم ہے اور باتیں بہت سی۔ اختصار سے شکوک جنم لیں گے۔ اس سے تفصیلی مو بھی ہوگا۔ سنا ہے اماں نے تمہیں قبول کر لیا ہے۔ یہ ایک ایسی حیرت انگیز خبر تھی کہ میں رو نہ سکی۔ مبارک ہو یقیناً اس میں تمہاری معصومیت اور مظلومیت کا دخل ہوگا۔ یا ماں افضل کے لیے نرم گوشہ رکھتی ہیں۔ جس کا اظہار اب ہوا۔ ورنہ افضل کے لیے ان کا رویہ بہت سخت تھا۔ اس نے ماں کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی تھی۔ شاید افضل میں کچھ عقل آ گئی ہے اور

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تمہیں اماں کے پاس چھوڑتے میں یہ مقصد مدنظر رہا ہوگا کہ وہ تمہاری معرفت ہماری خطائیں بھی معاف کر دیں۔ پیاری پروا۔ وہاں شاید کسی نے میرے بارے میں کسی کشائی نہ کی ہوگی۔ میرا نام اس گھر اس گاؤں کے لیے ایک گالی بن گیا ہے۔

میں تمہیں بتاؤں گی کہ کس طرح۔ جس طرح ہر کہانی ایک مرکز کے گرد گھومتی ہے۔ اسی طرح میری کہانی ضد کے گرد۔ میری بربادی کا مرکز۔ میری ضد اماں کی ضد اور افضل کی ضد ہے میں واقعی سخت سزا ہوں۔ مگر افضل نے کوئی جرم نہیں کیا تھا۔ پھر بھی میرے ساتھ اسے بھی سزا کاٹنی پڑ رہی ہے۔ کیوں۔

میں نے اماں کی مرضی کے خلاف شہر میں تعلیم حاصل کی اور اپنی ضد اور خودسری کی بدولت ماں سے طے کیے رشتے سے انکار کیا۔ ماں بھی۔ ابا کے ہی بھتیجے ہیں زمیندار ہیں ان کی بہن کو افضل کے ساتھ اور مجھے زمیندار کے پلے باندھنے کا منصوبہ تھا جو میں نے اور افضل نے ریجیکٹ کر دیا۔ ناراضگی تو ہونی تھی۔

پھر میرا ہوسٹل بننا بھی ماں کے وقار پر ضرب کے مترادف ہوا۔ اماں کو عورتوں کا مردوں کے ساتھ کام کرنا خاندانی ذلت نظر آتا تھا۔ اماں مجھ سے خفا ہوئیں تو مجھے گھر سے بے دخل کر دیا گیا۔ پھر بھلا افضل کو یہ کیسے گوارا ہوتا کہ میں شہر میں تنہا رہوں ہم بچپن سے ایک دوسرے پر جان چھڑکنے والے بہن بھائی۔ شاید تمہیں افضل نے بتایا ہو۔ ہم دونوں جڑواں ہیں۔ ہم دونوں کو عادت اور فطرت بھی ملتی جلتی ہے اور جس طرح میں سوچتی ہوں۔ افضل وہی کر گزرتا ہے۔ اماں چاہتی تھیں میں شہر میں اکیلی رہوں۔ در در بھٹکوں تاکہ مجھے اس گھر کی قدر ہو جو اماں کے نام ہے جہاں ماں کا سایہ ہے تحفظ ہے ہاں مانتی ہوں میں مگر کیا آج کی دنیا میں عورتیں گھر سے باہر رہ کر کوئی کام نہیں کرتیں۔

افضل نے مجھے سہارا دیا مدد کی۔ ایک گھریلو سروس کی۔ اسے سروس کی ضرورت تھی۔ اماں کی اتنی زمینیں تھیں بہت اچھی گزر بسر ہو رہی تھی لیکن ماں کی ضد نے ہم دونوں کو گھر بدر کر دیا۔ میں نے شادی سے انکار کیا تو افضل نے بھی انکار کر دیا۔ وہ بھی پڑھی لکھی شریک حیات چاہتا تھا۔ شاید ابھی میں تم کو خط نہ لکھتی مگر۔

امریکہ کے قیام میں مجھے میرا آئیڈیل مل گیا کتنی عجیب بات ہے کہ جب میں اپنی من مانی کرتی تھی تو مجھے ماں کی ہٹ دھرمی پر بڑا غصہ آتا تھا اور میں سوچتی تھی کہ میں خود اس قابل ہوں کہ اپنی زندگی کے فیصلے کروں۔ اپنی زندگی بناؤں۔ اماں پر مجھے اعتماد نہ تھا۔ افضل کے ساتھ تو اتفاق ایسا ہوا کہ اسے اس کی مند پسند شریک حیات مل گئی مگر میں بہت سوچ سمجھ کر اپنا ساتھی چننا چاہتی تھی۔

اب وہ مل گیا ہے تو ماں کی اہمیت اس کے تحفظ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کاش ماں مجھ پر مہربان ہو جائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY PAKSOCIETY
www.paksociety.com

میری ساری خطائیں نادان بچے کی ضد سمجھ کر معاف کر دیں' اماں میں تا ظرف ہے' ممتا بھی ہوگی' جسے انہوں نے اپنی ضد کے پردے میں چھپا لیا ہے' افضل کا یہ قصور کہ اس نے میرا ساتھ دیا۔ میں جو سردار تھی اماں سے مقابلہ کر بیٹھی تھی۔ میری خاطر اس نے گھر چھوڑا۔ ماں کی خفگی بھی سہہ لی۔ میں حیران ہوں کہ انہوں نے تم کو میرا انتخاب سمجھ کر یوں قابل نفرت نہ جانا۔ ان کی یہ نرمی ہی امید میں مبتلا کرتی ہے۔

میری قسمت بھی عجب ہے جسے میں نے اپنا نصیب بنایا۔ وہ پہلے ہی کسی کی مانگ نکلا۔ اس کے ساتھ بھی اتفاق ہی ہوا تھا۔ جب ارادہ ترحم اس نے اپنی کزن کے ساتھ منگنی کر لی۔ بعد میں اسے احساس ہو کہ شاید وہ اس کی محبت نہیں ہے۔ اس نے اپنی ماں کو لکھ تو دیا ہے کہ اسے اس بندھن سے آزاد سمجھیں۔

میں چین آ گئی تھی پتا نہیں اس کی ماں نے کیا جواب دیا۔ پر وا ہم سب اسی طرح ایک زنجیر میں بندھے ہوئے ہیں۔ شاید تم بھی کسی اور کی بنائی جانے والی تھیں۔ سمعہ کی نفرت نے تمہیں تیسرے رستے پر ڈالا۔ جہاں افضل کھڑا تھا۔ میرا بھائی' میرا ماں جایا۔ میرا سب سے عزیز دوست' یقین کرو۔ اس سے بہتر انسان اس سے زیادہ چاہنے والا تمہیں کہیں نہیں ملے گا۔ اس کے خمیر میں محبت گوندھی گئی ہے' ورنہ بہن کے لیے کوئی اتنا بڑا ایثار کرتا ہے۔ تم اور وہ ایک دوسرے کے لیے ہی بنائے گئے ہو' اسے اپنا نصیب اپنا اعزاز' اپنا انعام جانو۔ اس انعام کے صدقے میں میری ایک گزارش ہے' میرا ارمان' تمنا' آرزو' خواہش' سب کچھ۔ الفاظ نہیں ملتے کہ میں شدت اور یقین کے ساتھ اظہار کروں۔ میں چاہتی ہوں' میری رخصتی میرے بابل کے آنگن سے ہو' ماں کی دعاؤں کے سائے میں ماں کی مرضی و اقرار کے بعد۔ اس کی خواہش کے مطابق۔ گر ماں مجھ سے راضی نہ ہوئیں۔ تو میں ساری زندگی یوں ہی گزار دوں گی۔

میں جو گاؤں سے ترقی کے لیے باہر نکلی تھی۔ خود کو بڑا ایڈونچر خود مختار سمجھتی تھی۔ آج احساس ہوتا ہے' میں اندر سے بھی تک وہی دیہاتی پینڈو لڑکی ہوں۔ جو بابل کے آنگن کے چڑیا ہے' اسے ماں باپ ہی ہنکا کر کسی دوسرے آنگن کی رونق بنائیں۔ ماں کی ممتا کے بغیر۔ اپنے گاؤں سے دور میں کتنی اکیلی ہوں۔ کس قدر غیر محفوظ ہوتی ہوں۔ اس کا اظہار پہلی مرتبہ کر رہی ہوں۔

اماں کے منتخب کردہ رشتے سے انکار میرا حق تھا لیکن اپنی آرزو کو صرف اپنا معاملہ' اپنی زندگی کا فیصلہ قرار دینا غلط ہے' اس کا حق میری ماں کو ہے' گر وہ سے ریجیکٹ کر دیں تو یہ ان کا حق ہوگا۔ اور میں اس کی پابندی کروں گی کہ یہ میرا فرض ہے' میں اب صدر کے حق منوانے والے فارمولے سے اکتا گئی ہوں اس کے نتائج' کچھ بہتر نہیں نکلے۔

ہاں تم میری مدد کرو گی نا۔ ماں سے سفارش' میرا کوئی احسان تم پر نہیں ہے تمہاری قسمت افضل کے ساتھ تھی۔ تب

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY PAKSOCIETY
www.paksociety.com

ہی دو ستارے ٹکرا گئے' لیکن اس ٹکراؤ میں میرا بھی کچھ ہاتھ تھا۔ اس تعاون کے صدقے میں ہی میرا کام کر دو نا۔

اماں کو میری جاب بھی گوارا نہ تھی۔ میں اسے بھی چھوڑ کر آ رہی ہوں کیونکہ اب میں خود کو ترقی یافتہ بنانے کے بجائے اپنا گھر بنانا چاہتی ہوں۔ عزت' عزت نفس اور انا کی بلندی کے ساتھ۔

''اسے بھی میری جاب گوارا نہیں دراصل وہ بھی پینڈو ہے' امریکہ میں دس سال کے قیام نے اس سے وہ مشرقیت نہیں چھینی۔ جو ہمارا ورثہ ہے۔ غیرت' عورت کی کمائی' غیرت کے لیے تازیانہ۔ ایک پینڈو یا مشرقی روایت کے پابند مرد کے لیے۔ یہ جو اونچی ناک والے مرد ہوتے ہیں نا۔ اپنی برتری کے لیے یہ نمائش ضروری سمجھتے ہیں۔ جذباتی تسکین کے لیے کہ وہ خود کفیل ہیں۔

پروا اخط لمبا ہو گیا۔ تم سمجھ گئی ہو گی۔ مجھے اپنے میکے کے افتخار کی ضرورت ہے' صحن کی کچی مٹی کی خوشبو کھیتوں کی مہکاری کی مہک۔ میں اس استحقاق کے حاصل کرنے کی حقدار ہوں (اماں کے خیال میں نہ ہوں گی) صبح کا بھولا ہوا ستارہ ہوں۔ اپنے صحن میں چمکنا میرا حق ہے۔ ماں کو سلام اور افضل کو پیار۔

تمہاری صدف۔''

عجیب تاثر انگیز تحریر تھی۔ پروا کے آنسو آنکھوں کی حد سے باہر آ گئے۔ اماں اسے روتا دیکھ کر بے قرار ہو گئیں۔

''کیا ہوا ہے۔ صدف ٹھیک تو ہے۔ کیا لکھا ہے اس نے۔ کیسی ہے وہ۔''

یہ وہ ماں نہ تھیں۔ جو صدف کا نام لینا بھی گناہ سمجھتی تھیں۔ ان کے دل میں ممتا کے سوتے پھوٹ رہے تھے' وہ خط پڑھ کر پروا کو روتا دیکھ کر اندر سے خوفزدہ تھیں۔

''کہیں صدف کو کچھ ہو تو نہیں گیا۔ اس کا جہاز گر تو نہیں گیا۔ زخمی ہو گئی کیا۔ پروا یوں رو رہی ہے۔ جواب نہیں دیتی۔ ضرور کچھ ہوا ہے۔ مر تو نہیں گئی۔'' ان کا دل رو رہے اچھلا۔ پھر انہوں نے یقین کر لیا۔ ضرور کچھ ہوا ہے۔ ایسی نافرمان اولاد کا یہی انجام ہوتا ہے' کتنا کتنا منع کیا۔ نوکری نہ کر مگر سے جہاز میں اڑنے کا شوق تھا۔ ہو گیا نا اکر شوق اسے۔ اب کیا ہو سکتا ہے۔ دنیا دیکھیں گی۔ دیکھ لی دنیا۔ رہے اپنا گھر آنگن' اپنا بسیرا چھوڑ کر۔ کوئی دوسری دنیا کی سیر کرنے جاتا ہے۔ ماں کو خفا کر کے' گھر کا آنگن سونا کر کے ہائے امید تھی کہ پھر بھی کبھی اسے ماں کی یاد آئے گی۔ صحن میں لیٹ کر آسمان دیکھنے کا کتنا شوق تھا۔ پھر یہ شوق اور اوپر لے گیا اور اوپر۔ اب۔ اب کہاں گئی' میرا آنگن سونا کر کے میری گود اجاڑ کے ہائے میری صدف! میری بچی۔ تجھے دیا نے میری آنکھوں سے دور کر دیا۔ اب کہاں پاؤں تجھے۔ کیا دیکھوں تجھے' کیسا ارمان تھا۔ بارات آئے' آنگن میں ڈھول بجے اور میں لال ستاروں والے دوپٹے میں اسے رخصت

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY PAKSOCIETY
www.paksociety.com

کروں ہائے کدھر رخصت کروں۔ کیا کروں۔

ان کا صبر رخصت ہو رہا تھا۔ پروا کے ہاتھ پیر پھول گئے۔ اماں نے اس کی خاموشی کو کن معنی میں لیا تھا۔

وہ ان سے پٹ پٹ گئی۔

"نہیں ماں۔ یہ بات نہیں وہ آ رہی ہے۔ نوکری چھوڑ کر۔ آپ کو جو پسند نہیں تھی۔ آپ کو خفا کر کے جانے کا اسے بہت دکھ تھا نا۔ ماں صدف آپا آ رہی ہیں اور ان کی شادی کریں گے یہیں بارات آئے گی یہیں ڈھول بجیں گے۔ سچ ماں آپ اس لڑکے کو دیکھ کر قرار کر لیں تو۔"

اماں نے پھرتی سے آنسو پونچھے۔ "اچھا تو کوئی بڑا مل گیا ہے تب ہی ماں کی یاد آئی۔ نوکری چھوڑ کر آئے گی۔ اس مردوئے نے منع کیا ہوگا نا۔ تب ہی احسان میرے سر پر واہ۔ مارے جوتیوں کے کھوپڑی پپلی نہ کر دی تو۔ آ کے تو دیکھے کیا حشر کرتی ہوں میں۔"

اماں بالکل پٹری سے اتر گئی تھیں۔ پروا کو ہنسی آئی تو وہ کمرے میں گھس گئی اور دوپٹہ منہ پر ٹھونس لیا۔ دماغ میں کوئی خون کی رگ سرسرا رہی تھی۔ یقیناً کوئی بات تھی۔ اب صدف آپا کے وہ جو برسوں سے امریکہ میں ہیں اور مشرقیت کی روح کو فنا نہیں کر سکے۔ شاید سارے مرد ایسے ہی ہوں۔

کیا حسیب اتنے فراخ دل ہو سکتے ہیں کہ اسے پھر سے قبول کر لیں۔ ایک سسرال میں رہنے والی لڑکی کو جس کی شادی کو بھی نو ماہ ہو چکے ہیں۔ کون ہوگا ایسا۔ ایسے یقین دلائے گی میں تمہاری امانت ہوں۔ اگر ساری کہہ کر گزر گئے تب کیا عزت ہوگی۔ اس پر پورا بھروسا تو پہلے بھی نہ تھا۔ اب تو۔ وہ بھی اپنا حق استعمال کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔ جب تو پھپھو کے اصرار پر۔ بھابھی سے بچانے کی خاطر منگنی کر لی تھی۔ شاید اب سے بچانے کی ضرورت نہ سمجھیں۔

پھر وہ لوگ جو قدر دان ہیں عزت کرتے ہیں۔ ماں رکھتے ہیں۔ اسے تحفظ دیا۔ نام دیا۔ ان کا کیا قصور کہ انہیں مایوس کیا جائے۔ شاید پھپھو کے کہنے پر اسے قبول بھی کر لیں۔ تو۔ عزت تو نہ ہوگی۔ وہ بات تو نہ ہوگی اور خود بھی وہ اپنی نظر میں گر نہ جائے گی۔ اپنے وجود سے متنفر یہ حادثہ منگنی والا حادثہ پھر شادی کی نام نہاد تقریب جہاں صدف نے اپنی آغوش میں چھپا لیا تھا اور وہ حادثہ جب اس کی رخصتی ہوئی۔ اس کو یادگار بنانے کے لیے۔ پائیدار بنانے کی کوشش انگوٹھی انگلی میں بری طرح پھنس چکی تھی۔ شاید میں موٹی ہو گئی ہوں۔ خالص دودھ دہی گاؤں کی خالص ہوا اور محبتوں نے پیرا ہن۔

کشکل انگوٹھی اتار کر ڈبے میں بند کی اور الماری کے کونے میں ڈال دی۔ ہوا میں اچانک ہی سرسراتے ورنگتے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سنانے لگیں، بوجھ تر جائے تو روح بھی گنگناتی ہے۔ جسم بھی تر و تازہ اور آنکھیں چمکنے لگتی ہیں۔ ہاں سب کوئی بوجھ نہ تھا۔ کسی کے احسان کا۔ نہ کسی کے انتظار کا۔ "اب کیا ہوگا" وہ کیفیت کافوری بو کی طرح اڑ چکی تھی۔

اب یقین کا آسرا تھا۔ اس یقین کا جو اس نے دل نے گواہی میں دیا تھا۔ بس سب کچھ یہیں ہے اسی جگہ، پناہیت کا لمحہ سرسراتا ہوا گزر رہا ہے۔ تحفظ و اعتماد زندگی میں اس کے سوا اور کچھ نہیں اور وہ ان لفظوں کے معنی مطلب سے آگاہ ہوگئی۔ ان کی حرمت پہچان گئی۔

اسے لگ رہا تھا وہ بہت کارگزار اور بااختیار ہے سب کچھ کر سکتی ہے اماں جیسی سخت گیر اس کے سامنے حباب کی مانند ہو جاتی ہیں۔ صدف کی شادی کرنے کا عزم کیا ہے تو کر کے ہی رہے گی پچھلی زندگی خواب تھی اور خواب بھولنے کے لیے ہوتے ہیں۔ ماں نے اسے اقتدار کے تخت پر بٹھا دیا تھا۔

☆☆☆

شام کو افضل آ گیا۔ بہت تھکا ہوا تھا۔ موڑھے پر بیٹھ گیا۔ پروا کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ اس کی انگلی بالکل خالی تھی۔ ایک ثانیے میں دیکھ لیا تھا اس نے۔

"جا بہو۔ افضل کے لیے لسی لے کر آ۔"

وہ کچن کی طرف دوڑ گئی۔ پانچ منٹ بعد چائے لیے نمودار ہوئی تو اماں خفگی سے بولیں۔

"لسی لانے کو کہا تھا بہو۔ شہر میں سب نصیب ہوتی ہے لسی۔ چائے تو خون جلا دیتی ہے۔"

افضل شوخ نگاہوں سے پروا کو دیکھ رہا تھا۔

"اماں! آپ کی بہو آپ سے زیادہ مجھ سے واقف ہے۔ لسی پی کر تو سستی چڑھ جاتی ہے سست، مریل ہو جاتا ہے بندہ، چائے رگوں میں بجلی دوڑا دیتی ہے۔"

"چل، دوڑا اے بجلی۔ خون جلا رہ۔"

اماں ہنس پڑیں۔ افضل نے حیران ہو کر اماں کو دیکھا۔ پروا کو پاس منہ سے جا کر سرگوشی کی۔

"جادو کر دیا ہے میری ماں پر۔ ان کے حکم کی خلاف ورزی ہوا اور وہ ہنس پڑیں۔ ایسا تو کبھی نہیں ہوا۔"

پروا نے منہ پھیر لیا اور مسکرا دی۔

اماں نے شبراتن سے کہا کہ افضل کے لیے صاف ستھرا بچھونا رات یہیں سوئے گا۔

"اماں کو کیسے خبر ہوئی کہ میں رات رہنے کے لیے آیا ہوں۔ میں نے تو کچھ بتایا نہیں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

''وہ ماں ہی کیا۔ جو اولاد کی خواہش نہ جان سکے۔'' اماں سرد لہجے میں بولیں۔

''تو اس سے پہلے کیا آپ ماں نہ تھیں' میں اور صدف آپ کی اولاد نہ تھے۔'' وہ بگڑ گیا۔

''ہٹ پرے۔ جا صدف کو بلا لے' آنکھیں ترس گئی ہیں۔ میرے گھر میں اب اس کی بارات آئے گی۔''

افضل دہشت زدہ ہو گیا۔ اماں کے پاس بیٹھ کر بڑبڑانے لگا۔

''اماں۔ اماں یہ آپ کہہ رہی ہیں۔''

''ہاں میں کہہ رہی ہوں' تم لوگوں نے مجھے پتھر سمجھ لیا تھا اور مجھ سے ہٹ کر چلا کرتے تھے کہ کہیں تمہیں ٹھوکر نہ لگ جائے' بچ بچ کر قدم اٹھاتے تھے' پر میں انسان ہو بیٹا۔ ماں ہوں۔ اختیار والی ہوں۔ کب سے انتظار کر رہی تھی۔ کوئی مجھے کمزور بھی سمجھے' میری ممتا کا اقرار کرے' میرے احکام کو حق سمجھے' مجھے دلیلوں سے نہیں' پیار سے' لجاجت سے' ضد سے نہیں' محبت سے جگائے' ارے تم لوگ' بے وفا' بے مہر۔ ہاں یہ تو میری بہو ہے' جس نے میرے سارے ارمان پورے کیے' میری بہو نے میری بیٹیوں سے زیادہ میرا مان رکھا۔ فرشتی ہے فرشتی' جیسا چاہتی تھی' وہی ملا ہے مجھے' تم اس قابل کہاں تھے' پر خیر صدف نے جو کچھ کیا ہے' تیری شادی وادی کرا دی۔ تو میں اب ایسی سنگدل بھی نہ تھی کہ اب بھی اسے معاف نہ کرتی' پھر میری بہو کی سفارش' کیسے ٹالوں۔''

خوب تو یہ کارنامہ ان محترمہ کا ہے' کمرے میں تازہ گلاب کا گلدستہ مہک رہا تھا۔

اور محترمہ کے قریب سے عجیب اور فسوں خیز خوشبو اٹھ رہی تھی۔ یقیناً اماں نے پچھتر سال پرانا اصلی اور خالص عطر نکال کر چہیتی بہو کے لگایا ہے' اس پر وہ باسکٹ سے چھنا چھن چوڑیاں نکال نکال کر پہن رہی تھی' چوڑیوں کی جھنکار سے عرصہ ہو گیا۔ سناٹے میں یہ کسی دلکش نغمے کی دھن کی طرح سماعت میں رس گھول رہی تھی۔

''یہ کیا ہو رہا ہے۔'' اس نے ڈپٹ کر پوچھا۔ بیوی پر رعب جما کر ہی تسکین ملتی ہے' مردانگی کو۔

''چوڑیاں پہن رہی ہوں۔'' وہ سہم گئی۔ اے خدا کہیں انہیں ناپسند ہوں تو۔

''کیوں۔''

''آ۔ آ۔ اماں نے کہا تھا کہ۔ کہ پہن لو۔ ہاتھ خالی ہیں۔ اچھے نہیں لگتے۔''

''خوب' غلامی کے حلقے' خوشی سے پہنتی ہو تم لوگ اچھا۔ اور یہ خوشبو کیوں لگائی پچاسی سال پرانی۔ کہہ دو اماں نے لگا دی۔''

''جی۔ جی۔۔۔۔ جی۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

''کیوں۔''

''پتا نہیں جی وہ تو روز لگا دیتی ہیں۔''

''اچھا' تو اس تابعداری سے میری ماں پر جادو ڈالا ہے۔'' دانت چمکانے لگا۔ طنزیہ۔

''ادھر آؤ۔'' پھر وہی رعب۔

''کیوں۔'' وہ پیچھے ہٹ گئی۔ اب چوڑیوں کی شامت نہ آئے۔ ''اتار دوں۔ اگر بری لگ رہی ہیں۔''

''نہیں اچھی لگ رہی ہیں۔ ہاتھ دکھاؤ۔ وہ کہاں گئی انگوٹھی۔ کم بخت' اپنا نشان تو چھوڑ گئی۔''

پروا کا رنگ اڑ گیا۔ سانس رکنے لگا۔

''کب اتاری۔ صدف کا خط آیا تھا کیا۔'' کتنا چالاک۔

اس نے گردن سے اقرار کیا۔ ''اوہ تب ہی اتار دی مایوس ہو کر۔''

''مایوس ہو کر۔'' وہ گھبرا گئی۔ ''کیا مطلب۔''

''خیر چھوڑو' تم نے کسی کو خط نہیں لکھا۔ سارے لفافے اسی طرح رکھے ہیں۔''

''خط۔ کس کو۔ کیوں۔'' زمین آسمان جھولا جھولنے لگے تھے۔

''اس کو۔'' افضل نے اپنی جیب سے خط نکالا۔ صدف کا خط تھا۔ افضل کے نام ساتھ ہی دو تین تصویریں بھی تھیں۔ صدف اور جنیب' جنیب اور صدف۔ چند لمحے وہ کچھ سمجھ ہی نہ سکی۔ ''ہاں' خط لکھا تھا۔ یا صدف کا خط آنے کے بعد' یہ فیصلہ کیا۔

''خط کون۔ کون۔ کس کو۔ کیسا فیصلہ۔''

''خط اسے۔'' افضل نے جنیب کی تصویر کی سمت انگلی سے اشارہ کیا۔ ''اور فیصلہ انگوٹھی اتارنے کا۔ مایوسی کے نتیجے میں۔'' بڑا برہم سا ہو رہا تھا۔

گرم گرم لہو کی دھاریں اس کے سارے جسم میں سرسرانے لگیں۔ اس قدر طیش تھا کہ کھڑا نہ ہوا جا رہا تھا۔ وہ بڑے بڑے دیدے نکالے گھور رہا تھا اس کی جان نکلی جا رہی تھی۔ اچانک آنکھوں میں ناقابل برداشت جلن سی ہوئی۔ جھر جھر بہنے والے آنسوؤں نے سامنے پردہ سا ڈال دیا۔ خود پر قابو نہ رہا۔ وہ چیختی' روتی اسے دھکا دے کر کمرے سے بھاگی۔

افضل حیران ہو گیا۔ اور اس کے پیچھے بھاگا۔ اماں کے کمرے سے فریاد بلند ہو رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اماں ابھی تک اس سے خفا تھیں۔ اب چہیتی بہو جانے کیا گل کھلائے۔

وہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر شاید وظیفہ پڑھ رہی تھیں۔ وہ بھاگتی ہوئی آئی اور روتے ہوئے ان کے پہلو سے چپک گئی۔ گاؤں میں سرِشام سناٹا ہو جاتا ہے اور رونے چیخنے کی یہ آوازیں شاید دوسروں گھروں تک بھی پہنچتیں اگر ان کا گھر آبادی کے قریب ہوتا۔ اماں کے سوالوں کے جواب میں وہ ایسے چیخ چلا رہی تھی جیسے ناقابل برداشت درد سے بے حال ہو۔ وہ دروازے پر الزام کی نوعیت سننے کے لیے کھڑا ہو گیا۔

آج تک اس کی آواز نہ سنی تھی۔ پتا نہیں کہاں سے مانگ لائی صور اسرافیل۔

''اماں۔ اماں آپ کا بیٹا۔'' وہ ہچکیوں پر ہچکیاں لے رہی تھی۔ ''آپ کا بیٹا مجھ پر الزام۔ لگاتا ہے کہ میں..... میں خط لکھتی ہوں۔ غیر مردوں کو میں کیوں لکھوں گی خط۔ مجھے یہاں کیا تکلیف ہے' جو میں کسی کو خط لکھوں گی۔ میں کوئی آوارہ ہوں۔ بدچلن ہوں۔''

اماں نے دروازے پر تیز نگاہ ڈالی۔ بوکھلائے ہوئے افضل نے اندر داخل ہونا چاہا تو اماں نے اپنی چپلیں اٹھا کر دے ماریں۔ جو افضل کے سینے پر لگیں۔

افضل ندامت سے کھڑا پروا کو گھور رہا تھا۔ پھر اس نے پروا کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''ارے او۔ بدقسمت۔ تو اس قابل ہی نہیں کہ تجھے معاف کیا جائے۔'' اماں نے چلا کر کہا۔

''چھوڑ میری بہو کا ہاتھ۔ توڑے گا۔ چل بیٹی۔ یہ جو کرتا ہے کرتا رہے' تو آجا میرے پاس' میرے ساتھ رہنا عادت ہو گئی ہے مجھے تیری اور خبردار جو تو نے آئندہ اس سے بات بھی کی' دفع ہو' میری بیٹی میرے پاس رہے گی' تو جا اپنے گھر۔ تجھے قدر ہی نہیں ہے' اس موتی کی۔ الزام لگاتا ہے۔''

''اماں میں تو مذاق۔''

''مذاق۔ ارے یہ کیسا مذاق ہے۔ بیوی کی قدر نہ کر۔ مگر بے عزتی کرنے کا کیا حق ہے۔ بول۔ اپنی ہی بے عزتی ارے' غیرت کیا شہر میں گھول کر پی جاتی ہے۔ ذرا لاج نہ آئی۔ میری بہو' میرے خاندان کی عزت۔ اسے مذاق کے نام سے۔ مذاق۔ توہین ہے یہ بے شرم۔ چل دور ہو۔ میری بہو میرے پاس ہی ٹھیک ہے' تو اس قابل ہی نہیں کہ کسی شریف زادی کے ساتھ گھر بسائے۔''

اماں جب بولتیں تو کوئی چپ کرانے کی ہمت نہ کرتا۔

حادثے تو پروا کے ساتھ بہت ہوئے' وہ حادثوں کے ساتھ ہی قدم قدم چلتی رہی' لیکن وہ حادثہ تو ایسا دلکش

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

روح پرور اور دلچسپ تھا کہ جب بھی یاد آتا جسم میں سنسناہٹ اور گدگدی سی ہونے لگتی اور بے اختیار ہنسی کے فوارے چھوٹنے لگتے۔

جب گھبرائے ہوئے افضل نے پروا کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر کھینچا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا منہ دبایا کہ وہ آواز بند کرے دوسری طرف پروا نے اماں کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا اور اماں نے پروا کو تھام رکھا تھا۔ افضل پروا کو کھینچنے کی کوشش کر رہا تھا کہ اماں نے۔ اگر دوسری بار وہی جملے دہرا دیے تو وہ تو اس فرشتی سے کبھی مل ہی نہ پائے گا۔

آخر کار افضل کے مردانہ بازوؤں کو فتح ہوئی۔ وہ انہیں کھینچ لینے میں کامیاب ہوا۔ مگر ایسے جھٹکے سے کہ زمین پر جا گرا۔ اس پر پروا آ کر گری اور پروا کے اوپر اماں کا نازک بدن۔ افضل دونوں کے نیچے دبا ہوا لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔ مگر اس نے پروا کو چھوڑا نہیں۔ پھر چند لمحوں بعد جب جسموں کی زنجیر کہیں سے الگ نہ ہوئی تو اماں نے ہنسنا شروع کر دیا۔ پروا جو سنسنی خیز مقابلے میں سینڈوچ بنی پڑی تھی۔ قہقہے لگانے لگی۔ پھر افضل کے بلند آہنگ قہقہے بھی شامل ہو گئے۔

گاؤں کے سناٹے میں دور دوران کی ہنسی کے جلترنگ بجتے سنائی دے رہے تھے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY